﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾ ﴿......اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

الفضل

ہفت روزہ — انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :- نصیر احمد قمر

جلد21 — جمعۃ المبارک 18/اپریل 2014ء — 18/جمادی الثانی 1435 ہجری قمری ❁ 18/شہادت 1393 ہجری شمسی — شمارہ16

سادگی اور بے تکلّفی

آنحضرت ﷺ رات کو دیر سے گھر لوٹتے تو کسی کو زحمت دئے بغیر یا جگائے بغیر خود ہی کھانا لے کر تناول فرما لیتے۔ یا دودھ ہوتا تو خود ہی پی لیتے۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اکرام الضیف حدیث نمبر 3831)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام﴾

دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں۔

”دنیا کے مذاہب پر اگر نظر کی جاوے تو معلوم ہوگا کہ بجز اسلام ہر ایک مذہب اپنے اندر کوئی نہ کوئی غلطی رکھتا ہے۔ اور یہ اس لئے نہیں کہ درحقیقت وہ تمام مذاہب ابتدا سے جھوٹے ہیں بلکہ اس لئے کہ اسلام کے ظہور کے بعد خدا نے ان مذاہب کی تائید چھوڑ دی اور وہ ایسے باغ کی طرح ہو گئے جس کا کوئی باغبان نہیں۔ اور جس کی آبپاشی اور صفائی کیلئے کوئی انتظام نہیں۔ اس لئے رفتہ رفتہ اُن میں خرابیاں پیدا ہو گئیں۔ تمام پھل دار درخت خشک ہو گئے اور اُن کی جگہ کانٹے اور خراب بوٹیاں پھیل گئیں۔ اور روحانیت جو مذہب کی جڑ ہوتی ہے وہ بالکل جاتی رہی اور صرف خشک الفاظ ہاتھ میں رہ گئے۔ مگر خدا نے اسلام کے ساتھ ایسا نہ کیا۔ اور چونکہ وہ چاہتا تھا کہ یہ باغ ہمیشہ سرسبز رہے اس لئے اُس نے ہر ایک صدی پر اس باغ کی نئے سرے آبپاشی کی اور اُس کو خشک ہونے سے بچایا۔ اگرچہ ہر صدی کے سر پر جب کبھی کوئی بندۂ خدا اصلاح کیلئے قائم ہوا جاہل لوگ اُس کا مقابلہ کرتے رہے اور ان کو سخت ناگوار گزرا کہ کسی ایسی غلطی کی اصلاح ہو جواُن کی رسم اور عادت میں داخل ہو چکی ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے اپنی سنّت کو نہ چھوڑا یہاں تک کہ آخری زمانہ میں جو ہدایت اور ضلالت کا آخری جنگ ہے خدا نے چودھویں صدی اور الف آخر کے سر پر مسلمانوں کو غفلت میں پاکر پھر اپنے عہد کو یاد کیا اور دین اسلام کی تجدید فرمائی۔ مگر دوسرے دینوں کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد یہ تجدید کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اس لئے وہ سب مذہب مر گئے۔ ان میں روحانیت باقی نہ رہی اور بہت سی غلطیاں اُن میں ایسی جم گئیں کہ جیسے بہت مستعمل کپڑے پر جو کبھی دھویا نہ جائے میل جم جاتی ہے۔ اور ایسے انسانوں نے جن کو روحانیت سے کچھ بہرہ نہ تھا اور جن کے نفسِ امارّہ سفلی زندگی کی آلائشوں سے پاک نہ تھے اپنی نفسانی خواہشوں کے مطابق ان مذاہب کے اندر بے جا دخل دے کر ایسی صورت اُن کی بگاڑ دی کہ اب وہ کچھ اَور ہی چیز ہیں۔

مثلاً عیسائیت کے مذہب کو دیکھو کہ وہ ابتدا میں کیسے پاک اصول پر مبنی تھا۔ اور جس تعلیم کو حضرت مسیح علیہ السلام نے پیش کیا تھا اگرچہ وہ تعلیم قرآنی تعلیم کے مقابل پر ناقص تھی کیونکہ ابھی کامل تعلیم کا وقت نہیں آیا تھا اور کمزور استعدادیں اس لائق بھی نہ تھیں تاہم وہ تعلیم اپنے وقت کے مناسب حال نہایت عمدہ تعلیم تھی۔ وہ اُسی خدا کی طرف رہنمائی کرتی تھی جس کی طرف توریت نے رہنمائی کی۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کے بعد مسیحیوں کا خدا ایک اور خدا ہو گیا جس کا توریت کی تعلیم میں کچھ بھی ذکر نہیں اور نہ بنی اسرائیل کو اس کی کچھ بھی خبر ہے۔ اس نئے خدا پر ایمان لانے سے تمام سِلسلہ توریت کا اُلٹ گیا۔ اور گناہوں سے حقیقی نجات اور پاکیزگی حاصل کرنے کیلئے جو ہدایتیں توریت میں تھیں وہ سب درہم برہم ہو گئیں۔ اور تمام مدار گناہ سے پاک ہونے کا اس اقرار پر آ گیا کہ حضرت مسیح نے دنیا کو نجات دینے کیلئے خود صلیب قبول کی اور وہ خدا ہی تھے۔ اور نہ صرف اسی قدر بلکہ توریت کے اور کئی ابدی احکام توڑ دئے گئے اور عیسائی مذہب میں ایک ایسی تبدیلی واقع ہوئی کہ اگر حضرت مسیح علیہ السلام خود بھی دوبارہ تشریف لے آویں تو وہ اس مذہب کو شناخت نہ کر سکیں۔ نہایت حیرت کا مقام ہے کہ جن لوگوں کو تورات کی پابندی کی سخت تاکید تھی انہوں نے یک لخت تورات کے احکام کو چھوڑ دیا۔ مثلاً انجیل میں کہیں حکم نہیں کہ تورات میں تو سُؤر حرام ہے اور میں تم پر حلال کرتا ہوں۔ اور توریت میں تو ختنہ کی تاکید ہے اور میں ختنہ کا حکم منسوخ کرتا ہوں۔ پھر کب جائز تھا کہ جو باتیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منہ سے نہیں نکلیں وہ مذہب کے اندر داخل کر دی جائیں۔ لیکن چونکہ ضرور تھا کہ خدا ایک عالمگیر مذہب یعنی اسلام دنیا میں قائم کرے اس لئے عیسائیت کا بگڑنا اسلام کے ظہور کے لئے بطور ایک علامت کے تھا۔

یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ اسلام کے ظہور سے پہلے ہندو مذہب بھی بگڑ چکا تھا۔ اور تمام ہندوستان میں عام طور پر بُت پرستی رائج ہو چکی تھی اور اِسی بگاڑ کے یہ آثار باقیہ ہیں کہ وہ خدا جو اپنی صفات کے استعمال میں کسی مادہ کا محتاج نہیں اب آریہ صاحبوں کی نظر میں وہ پیدائش مخلوقات میں ضرور مادہ کا محتاج ہے۔ اس فاسد عقیدہ سے ان کو ایک دوسرا فاسد عقیدہ بھی جو شرک سے بھرا ہوا ہے قبول کرنا پڑا۔ یعنی یہ کہ تمام ذرّات عالم اور تمام ارواح قدیم اور اَنادی ہیں۔ مگر افسوس کہ اگر وہ ایک نظر غائر خدا کی صفات پر ڈالتے تو ایسا کبھی نہ کہہ سکتے۔ کیونکہ اگر خدا پیدا کرنے کی صفت میں جو اس کی ذات میں قدیم سے ہے انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج ہے تو کیا وجہ ہے کہ وہ اپنی صفتِ شنوئی اور بینائی وغیرہ میں انسان کی طرح کسی مادہ کا محتاج نہیں۔ انسان بغیر توسط ہوا کے کچھ سن نہیں سکتا اور بغیر توسط روشنی کے کچھ دیکھ نہیں سکتا۔ پس کیا پرمیشر بھی ایسی کمزوری اپنی اندر رکھتا ہے؟ اور وہ بھی سننے اور دیکھنے کیلئے ہوا اور روشنی کا محتاج ہے؟ پس اگر وہ ہوا اور روشنی کا محتاج نہیں تو یقیناً سمجھو کہ وہ صفت پیدا کرنے میں بھی کسی مادہ کا محتاج نہیں۔ یہ منطق سراسر جھوٹ ہے کہ خدا اپنی صفات کے اظہار میں کسی مادہ کا محتاج ہے۔ انسانی صفات کا خدا پر قیاس کرنا کہ نیستی سے ہستی نہیں ہو سکتی اور انسانی کمزوریوں کو خدا پر جمانا بڑی غلطی ہے۔ انسان کی ہستی محدود اور خدا کی ہستی غیر محدود ہے۔ پس وہ اپنی ہستی کی قوت سے ایک اور ہستی پیدا کر لیتا ہے۔ یہی تو خدائی ہے۔ اور وہ اپنی کسی صفت میں مادہ کا محتاج نہیں ہے ورنہ وہ خدا نہ ہو۔ کیا اس کے کاموں میں کوئی روک ہو سکتی ہے؟ اور اگر مثلاً چاہے کہ ایک دم میں زمین و آسمان پیدا کر دے تو کیا وہ پیدا نہیں کر سکتا؟ ہندوؤں میں جو لوگ علم کے ساتھ روحانیت کا بھی حصہ رکھتے تھے اور نری خشک منطق میں گرفتار نہ تھے کبھی ان کا یہ عقیدہ نہیں ہوا جو آج کل پرمیشر کی نسبت آریہ صاحبان نے پیش کیا ہے۔ یہ سراسر عدم روحانیت کا نتیجہ ہے“۔

(لیکچر سیالکوٹ۔ روحانی خزائن جلد20 صفحہ203-206 مطبوعہ لندن)

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بیان فرمودہ

خطبات نکاح

"ہمیشہ سچ پر قائم رہو، تقویٰ پر قائم رہو، ایک دوسرے کے رشتوں کا خیال رکھو، عزت اور احترام کرو۔ یہ چیزیں پیدا ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر رشتے بھی دیرپا ہوتے ہیں۔"

"ہمیشہ کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ راضی رہے اور ہر قدم جو زندگی میں اٹھنے والا ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو اور اپنی جڑوں اور اپنے مقاصد کو پہچاننے والا ہو۔"

(مرتبہ: ظہیر احمد خان دفتر پرائیویٹ سیکرٹری)

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 23 ستمبر 2012ء کو اتوار کے روز مسجد فضل لندن میں ایک نکاح کا اعلان کرتے ہوئے تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ سیدہ فاطمہ بتول بنت مکرم سید سجاد احمد صاحب جاپان کا عزیزم رضا احمد خان صاحب ابن مکرم سلمان احمد خان صاحب لندن کے ساتھ تیس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔ لڑکی کی طرف سے مکرم عطاء المجیب صاحب وکیل مقرر کئے گئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ عزیزہ سیدہ فاطمہ بتول سید سجاد احمد صاحب کی بیٹی ہیں۔ سید سجاد احمد صاحب کے والد پھگلہ کے تھے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ بھی وہاں جاتے رہے۔ آپ سے اس خاندان کے بڑے پرانے تعلقات تھے۔ رضا احمد خان سلمان احمد خان کا بیٹا ہے۔ اس طرح یہ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہؓ کے پوتے کا بیٹا اور حضرت مرزا شریف احمد صاحبؓ کے نواسے کا بیٹا ہے۔ اس لحاظ سے ان کا خاندان سے ایک تعلق ہے۔ اور جیسا کہ ہمیشہ خوشی کے موقع پر میں یاد دہانی کرواتا ہوں کہ خوشی کے مواقع اس بات کا احساس دلانے والے ہونے چاہئیں کہ ہماری جڑیں کیا ہیں اور ان کے مقاصد کیا ہیں۔

پس ہمیشہ اس کو یاد رکھیں کہ چاہے انسان کسی بھی کام میں ہو۔ ہر ایک تو دین کی خاطر وقف نہیں کرتا۔ لوگ دنیاوی کاموں میں بھی مصروف ہوتے ہیں۔ لیکن ان دنیاوی کاموں میں بھی، جیسا کہ ہمیں تعلیم ہے اللہ تعالیٰ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے اور اللہ تعالیٰ کا خوف ہمیشہ دل میں رہنا چاہئے۔ اس زمانہ کے امام کو ماننے کے بعد، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماننے کے بعد ہم پر یہ ذمہ داری اور بھی زیادہ بڑی بن جاتی ہے۔ پھر جن کے ساتھ خونی رشتہ ہو، خاندان سے جن کا تعلق ہے ان کی ذمہ داری اور بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو، عہد پورا نہ کرنے والوں کو انذار فرمایا ہے۔ اس لئے ہمیشہ کوشش کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ راضی رہے اور ہر قدم جو زندگی میں اٹھنے والا ہو اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو اور اپنی جڑوں اور اپنے مقاصد کو پہچاننے والا ہو۔ ان چند الفاظ کے ساتھ اب میں نکاح کا اعلان کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس نکاح کو مبارک کرے اور اس جوڑے کو اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا، رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

....

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 15 اکتوبر 2012ء بروز سوموار مسجد فضل لندن میں ایک نکاح کا اعلان کرتے ہوئے تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ سعدیہ ریحان بنت مکرم عبدالرشید ریحان صاحب برمنگھم کا عزیزم زبیر احمد بٹ ابن مکرم منیر احمد بٹ صاحب کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ نکاح اور شادی جیسا کہ خطبہ کی آیات سے ظاہر ہے یہ ایک ایسا معاہدہ ہے، ایسا bond ہے جو صرف لڑکے اور لڑکی میں نہیں بلکہ دو خاندانوں میں بھی قائم ہوتا ہے۔ ایک دوسرے کے رحمی رشتہ داروں کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے اور اس رشتہ کو سچائی پر قائم کرنا ہوتا ہے۔ پس لڑکا اور لڑکی بھی ہمیشہ یہ خیال رکھیں کہ وہ جو ایک بندھن میں بندھ رہے ہیں، صرف ان کی آپس کی رشتہ داری قائم نہیں ہو رہی بلکہ لڑکی کے رحمی رشتہ داروں کی لڑکے کے ساتھ اور لڑکے کے رحمی رشتہ داروں کی لڑکی کے ساتھ بھی رشتہ داریاں قائم ہو رہی ہیں۔ اور اسی طرح دونوں خاندانوں کو بھی خیال رکھنا چاہیے کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ اس رشتہ کی وجہ سے منسلک ہو رہے ہیں۔ اس لئے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ اگر اس چیز کا خیال رکھا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے رشتے ہمیشہ قائم رہنے والے ہوتے ہیں اور ان میں سے پیدا ہونے والی جو اولادیں ہیں وہ بھی نیکیوں پر قائم ہوتی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اللہ کرے کہ یہ رشتہ جو آج قائم ہو رہا ہے ہر لحاظ سے بابرکت ہو اور یہ جوڑا ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنے والا ہو اور پیار اور محبت کی زندگی گزارنے والا ہو۔ ان کی نسل میں سے بھی نیک اور صالح اولاد پیدا ہو۔ اب ان چند الفاظ کے ساتھ میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور انور نے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا، رشتہ کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

....

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 20 اکتوبر 2012ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں دو نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ ایک نکاح عزیزہ عبیرہ محمود بنت مکرم خالد محمود صاحب امریکہ کا ہے۔ یہ عزیزم کاشف احمد ابن مکرم وحید احمد صاحب کینیڈا کے ساتھ طے پایا ہے۔ اور دوسرا نکاح عزیزہ نائلہ بھٹی بنت مکرم دبیر بھٹی صاحب کا ہے۔ یہ نکاح عزیزم ھبۃ المحسن عابد جو لئیق عابد صاحب کے بیٹے ہیں کے ساتھ طے پایا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ نکاح شادی میں نئے رشتے، نئے بندھن قائم ہو رہے ہوتے ہیں۔ بعض ایسے خاندانوں میں رشتے ہو رہے ہوتے ہیں جن کی پہلے بالکل کوئی واقفیت نہیں ہوتی۔ لیکن اب دنیا کیونکہ ایک دوسرے کے اتنی قریب ہو چکی ہے کہ ایک دوسرے کے ملکوں کے فاصلے، فاصلے نہیں رہے اور دنیائے احمدیت جو ہے وہ تو اور بھی زیادہ قریب آ چکی ہے۔ اس لئے ہمارے جو رشتے قائم ہو رہے ہیں ان میں یہ فاصلوں کی جو دوریاں ہیں وہ بھی اب حائل نہیں ہوتیں۔ پہلے خاندانوں کا تعارف ہوتا تھا۔ اب خاندانوں کا تعارف بھی کوئی ایسی چیز نہیں رہی۔ ایک دوسرے کو بالکل نہ جاننے والے آپس میں تعلقات قائم کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض culture، بعض معاشرے میں رہ کے ایک فریق کے بچوں کی اٹھان ہو رہی ہوتی ہے اور دوسرے فریق کی اٹھان بالکل مختلف ہوتی ہے۔ اس لئے بعض دفعہ شادیوں کے بعد ایک دوسرے کے مزاج سمجھنے میں بھی وقت لگتا ہے۔

پس ہمیشہ اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو ہدایات فرمائی ہیں اور جن کو نکاح کے خطبہ کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منتخب فرمایا ہے ان میں ان تمام باتوں کا خیال رکھا گیا ہے جو انسانی معاشرہ کے تعلقات میں پیدا ہو سکتی ہیں۔ پس نہ ملکوں کی دوری کا کوئی مسئلہ رہتا ہے اگر ان پر عمل کیا جائے۔ نہ خاندانوں کے مختلف مزاجوں کا فرق رہتا ہے اگر ان پر عمل کیا جائے۔ نہ ہی لڑکے لڑکی کے جو خاندان ہیں ان کا ایک دوسرے کے خاندانوں سے تعلق قائم کرنے میں کوئی مسئلہ رہتا ہے اگر ان باتوں پر عمل کیا جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ ہمیشہ سچ پر قائم رہو، تقویٰ پر قائم رہو، ایک دوسرے کے رشتوں کا خیال رکھو، عزت اور احترام کرو۔ یہ چیزیں پیدا ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پھر رشتے بھی دیرپا ہوتے ہیں، ہمیشہ قائم رہنے والے ہوتے ہیں اور اگلی نسلیں بھی نیکی اور تقویٰ پر قائم رہنے والی ہوتی ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ رشتے جو آج قائم ہو رہے ہیں، نئے بندھن بندھ رہے ہیں نہ صرف یہ لڑکا لڑکی بلکہ دونوں خاندان بھی اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے والے ہوں۔ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھنے والے ہوں تا کہ جن خاندانوں میں نئے رشتے قائم ہو رہے ہیں ان میں احمدیت کے رشتہ کی وجہ سے ایک دُوری تو نزدیک ہو ہی چکی ہے لیکن آپس کے اس بندھن کی وجہ سے مزید اس میں قربت اور مضبوطی پیدا ہو جائے۔ اللہ کرے کہ ایسا ہی ہو۔ ان چند الفاظ کے بعد اب میں نکاحوں کا اعلان کروں گا۔

حضور انور نے فرمایا:۔ جیسا کہ میں نے کہا پہلا نکاح ہے عزیزہ عبیرہ محمود بنت مکرم خالد محمود صاحب کا جو امریکہ میں رہتے ہیں۔ ان کا نکاح عزیزم کاشف احمد ابن مکرم پیر وحید احمد صاحب کے ساتھ پینتیس ہزار امریکن ڈالر حق مہر پر طے پایا ہے۔ عزیزم کاشف احمد پیر وحید احمد صاحب کے بیٹے اور پیر صلاح الدین صاحب ابن مکرم پیر اکبر علی صاحب کے پوتے ہیں اور اسی طرح ننھیال کی طرف سے عزیزم کاشف مکرم پیر معین الدین صاحب کے نواسے اور کاشف کی والدہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی نواسی ہیں۔ لڑکی کی طرف سے مکرم زکریا طاہر صاحب اور لڑکے کی طرف سے عزیزم سید محمد احمد صاحب وکیل مقرر ہوئے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ دوسرا نکاح عزیزہ نائلہ نرگس بھٹی کا ہے جو مکرم دبیر احمد بھٹی صاحب کی بیٹی ہیں اور مکرم دبیر بھٹی صاحب کو یہاں رہنے والے جانتے ہی ہیں۔ ان کا نکاح ہو رہا ہے عزیزم ھبۃ المحسن عابد کے ساتھ جو مکرم لئیق احمد عابد صاحب کے بیٹے ہیں اور لئیق عابد صاحب ربوہ میں وکیل صنعت وتجارت ہیں، واقفِ زندگی ہیں۔ یہ نکاح پندرہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے دونوں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا، رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

....

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 24 نومبر 2012ء بروز ہفتہ مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاحوں کا اعلان فرمایا۔

تشہد وتعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:۔

اس وقت میں چار نکاحوں کا اعلان کروں گا۔ نکاح اور شادی میں جب نئے رشتے جڑ رہے ہوتے ہیں تو دونوں طرفوں کو، فریقین کو اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ نئے معاہدہ میں یا ایک نئے معاہدہ پر جو شروع کر رہے ہیں، ایک نئی زندگی جس میں داخل ہو رہے ہیں اللہ تعالیٰ کی ہدایات پر، اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے احکامات پر عمل کرنے کا وعدہ کرتے ہوئے داخل ہو رہے ہیں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ تقویٰ سے کام لیں گے۔ ہمیشہ سچائی سے کام لیں گے۔ ہمیشہ ایک دوسرے کے رشتہ داروں کا خیال رکھیں گے۔ ہمیشہ اپنی آخری زندگی کو سامنے رکھیں گے اور ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے یہ زندگی جو عارضی زندگی ہے گزارنے کی کوشش کریں گے۔ سچائی سے کام لینا رشتوں کے نبھانے کیلئے بہت ضروری ہے۔ اسی طرح برداشت کا مادہ بھی رشتوں کے نبھانے کیلئے بہت ضروری ہے۔ ایک دوسرے کے رشتہ داروں سے حسن سلوک بھی بہت ضروری ہے۔ پس یہ باتیں اگر سامنے ہوں گی تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایسے رشتے بھی ہمیشہ کامیاب ہوتے ہیں۔ اللہ کرے کہ یہ رشتے جو آج قائم ہو رہے ہیں وہ ایک دوسرے سے حقیقت میں صحیح تعلق رکھنے والے ہوں اور ایک دوسرے کا خیال رکھنے والے ہوں اور ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر چلنے والے اور عمل کرنے والے ہوں۔ ان چند الفاظ کے ساتھ اب میں نکاحوں کا اعلان کرتا ہوں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔ پہلا نکاح ہے عزیزہ ھبۃ الودود ملک بنت مکرم خلیل محمود ملک صاحب کا جو امریکہ سے ہیں ان کا نکاح عزیزم عثمان احمد مرزا ابن مکرم مرزا محمود احمد صاحب مرحوم کے ساتھ پندرہ ہزار یورو حق مہر پر ہو رہا ہے۔ یہ دونوں آپس میں عزیز بھی ہیں، ایک دوسرے کو جانتے بھی ہیں۔ پس ان کے اکثر رحمی رشتے بھی مشترک ہی ہوں گے۔ لیکن پھر بھی ایک دوسرے کا بہت زیادہ خیال رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر 294

مکرمہ نسیبہ اسلامبولی صاحبہ (1)

میرا تعلق دمشق سے ہے جہاں میری پیدائش اہل سنت کے نسبتاً معتدل عقائد رکھنے والے ایک خاندان میں ہوئی۔

امورِ دینیہ کے بارہ میں جاننے کا شوق

باوجودیکہ میں صوفی ازم، سلفیہ اور اہل سنت کے مختلف فرقوں سے تعلق رکھنے والے اہل واقارب اور دوستوں کے مابین پل کر بڑی ہوئی پھر بھی مختلف ادیان اور فرقوں کے بارہ میں جاننے کی خواہش کم نہ ہوئی۔ اسکی وجہ یہ تھی کہ مجھے خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے بارہ میں جاننے کا بہت شوق تھا، اکثر ذہن میں یہ سوال اٹھتے تھے کہ وہ خدا کیسا ہے؟ اس سے وصال کیونکر ممکن ہے؟ وہ ہم سے کیا چاہتا ہے؟ اور ہماری پیدائش کا مقصد کیا ہے؟

ان سوالوں کے جواب کے لئے میں اکثر اپنے ارد گرد ہونے والی گفتگو کو بغور سنتی اور کتب پڑھتی۔ مجھے اکثر وہ کتب پسند آتیں جن میں احکام وعقائد کی فلاسفی اور حکمتوں کا بیان ہوتا جبکہ محض ظاہری خشک مسائل کی کتب کے مطالعہ سے میری طبیعت گھٹن محسوس کرنے لگتی۔

اندھی تقلید سے نفرت

میں اندھی تقلید کی مخالف تھی جس کی وجہ سے بعض اوقات مجھے اپنے قریبیوں کی تنقید کا نشانہ بھی بننا پڑتا، کیونکہ میرے بعض دینی رویّوں کو وہ خلافِ شرع قرار دیتے، میں اپنی معلومات کے مطابق ان کو جواب دیتی، لیکن ان کے ساتھ بات چیت کے دوران اکثر مجھے اجنبیت کا احساس دامنگیر رہتا، کیونکہ ان کے پاس میرے سوالوں کا جواب نہ ہوتا تھا اور نہ میں مطمئن ہوئے بغیر ان کی طرح آنکھیں بند کر کے مولویوں کی پیروی کر سکتی تھی۔

مایوس کن صورتحال

مجھے بکثرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے کا خیال آتا، اور میں بڑی حسرت سے کہتی کہ کاش میں بھی آپؐ کے زمانے میں ہوتی۔ کیونکہ آپؐ کے زمانے سے دوری عمومی خیر وبرکت سے بھی محرومی کا سبب بنی، گویا اب نہ صحابہ کا زمانہ واپس آئے گا نہ ہی وہ عظیم شخصیتیں زمانے میں دوبارہ پیدا ہوں گی۔ زیادہ افسوس کی بات یہ تھی کہ ہم ایسے زمانے میں رہ رہے تھے جس میں نبی آنے بھی بند ہو گئے تھے، جس میں معجزات خواب بن کے رہ گئے تھے، نہ امام مہدی کے ظہور کی نوید سنائی دیتی تھی نہ مستقبل قریب میں کسی فرقہ ناجیہ کا امکان دکھائی دیتا تھا۔ اس مایوس کن صورتحال کو دیکھ کر میں اکثر کہتی کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس طرح بے یارومددگار کیوں چھوڑ دیا ہے؟ ہمیں کسی بشیر یا نذیر کا چہرہ کیوں نہ دکھایا تا ہم بھی راہ ہدایت پر چل کر اس تک پہنچ سکتے۔

ہمارے عقائد کے مطابق قیامت صغریٰ کی کئی علامات ظاہر ہو چکی تھیں لیکن خروجِ دابہ، دجال، اور خروجِ دخان جیسی بڑی بڑی نشانیاں ابھی باقی تھیں جن کے آخر پر امام مہدی نے ظہور فرمانا تھا۔ اس لئے ایک لمبے عرصہ تک کے لئے ابھی مایوسیوں کے ظلماتی سائے ہی نظر آتے تھے۔ ظہور امام مہدی کے بعد نزول عیسیٰؑ کے بارہ میں سوچنا میرے لئے تقریباً ناممکن تھا کیونکہ مروجہ خیالات کے مطابق قیامت کی نشانیوں کا پورا ہونا ہی بہت مبہم تھا کجا یہ کہ ایک شخص صدیوں سے زندہ ہو اور پھر اسکا آسمان سے نزول ہو!

ناسخ ومنسوخ اور فطرت کی آواز!

مجھے یاد ہے کہ اس وقت میری عمر 13 سال تھی جب میں نے سکول میں دینیات کی ٹیچر کی زبانی قرآن کریم میں ناسخ ومنسوخ آیات کے بارہ میں پہلی بار سنا۔ میرے لئے یہ بات کسی صدمہ سے کم نہ تھی۔ میں رات گئے تک اسی امر کے بارہ میں سوچتی رہی۔ میری فطرت اسے قبول کرنے کو تیار نہ تھی۔ کیا قرآن کریم جیسی کامل کتاب میں بھی بعض آیات منسوخ ہیں اور بعض بھول جانے کی بناء پر درج ہی نہیں ہوئیں؟ اور کئی ضائع ہو گئی ہیں؟! حاشا وکلّا!

بہرحال انہی سوچوں کی وجہ سے اس رات مجھے نیند نہ آئی، میں کہتی تھی کہ کاش میری استانی کی بات غلط ہو جائے۔ پھر چند سال کے بعد میرے چچا جان نے ایک کتاب لکھی جس میں ناسخ ومنسوخ کے غلط عقیدہ کا ردّ کیا تو مجھے بہت خوشی ہوئی اور دل کو اطمینان حاصل ہوا۔

امام مہدی اور اسکا ظہور

میٹرک کے بعد میرے پاس کافی سارا وقت تھا جسے میں نے مختلف ادیان کی تعلیمات کے بارہ میں مطالعہ کرنے میں صرف کیا۔ چونکہ ہمارے علاقے میں شیعہ حضرات دینی اور اخلاقی اعتبار سے کافی اچھے تھے اس لئے میں نے انکے بارہ میں تحقیق شروع کر دی، لیکن مجھے اس بابت کوئی اچھی کتاب نہ مل سکی۔ میں اپنی شیعہ دوستوں سے شیعہ ازم کے بارہ میں سوال کرتی، لیکن انکے جواب مجھے مطمئن نہ کر سکے۔ شیعوں کے عقائد کے خلاف میرے پاس بے شمار اعتراضات تھے اور مجھے شیعہ ازم میں شمولیت کے لئے کوئی واضح دلیل نہ مل سکی۔ لیکن دوسری طرف زمانہ اور حالات امام مہدی کی آمد کا تقاضا کر رہے تھے اور ان پر ایمان لانے سے متعلق حدیثِ نبوی وَبَایِعُوْہُ وَلَوْ حَبْوًا عَلَى الثَّلْجِ میری توجہ کا خاص طور پر مرکز بنی رہی۔ اسکی شاید وجہ یہ بنی کہ انہی دنوں میں میں نے ایک فلم دیکھی تھی جس میں برفانی طوفان کے باعث ایک شخص پہاڑوں میں گم ہو جاتا ہے اور اس علاقے میں اسے برف کے پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل رینگنا پڑتا ہے۔ زخم زخم پاؤں اور خون خون ٹانگیں لئے وہ اپنا سفر جاری رکھنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ میں جب بھی مذکورہ بالا حدیث پڑھتی تو مجھے فلم کا یہ منظر یاد آجاتا اور امام مہدی کی بیعت کی ضرورت اور اہمیت کا احساس ہونے لگتا۔ لیکن مروجہ عقائد کے مطابق امام مہدی کا ظہور تو آخری زمانے میں ہونا تھا جو بہرحال ابھی بہت دور تھا۔

اس کے بعد انہی ایام میں ہمارے علاقے میں اہلِ قرآن کا زور ہوا اور ہمارے خاندان کے کئی افراد اہلِ قرآن ہو گئے کیونکہ اہل قرآن کئی مروجہ عقائد کی پیچیدگیوں کا عقل ومنطق کے مطابق جواب دیتے تھے۔ لیکن دوسری طرف انکے سنتِ نبوی اور جملہ احادیث وروایات کو ردّ کرنے کے طریق کے خلاف میرے اندر شدید ردّعمل پیدا ہوا۔ میں نے محسوس کیا کہ انکا یہ طریق انسان میں غرور پیدا کرتا ہے اور انسان کو بلاوجہ جسارتوں پر اکساتا ہے۔ لہذا میں نے دیکھا کہ یہ بھی میری منزلِ مقصود نہیں ہے۔

جماعت سے تعارف

2007ء کے وسط کی بات ہے جب میرے والد صاحب گھر میں ایک کتاب لائے۔ یہ کتاب مکرم منیر ادلبی صاحب کی تالیف ''النبأ العظیم'' تھی۔

{یہ کتاب شام کے ایک مخلص احمدی مکرم منیر ادلبی صاحب نے 90ء کی دہائی کے آخر پر لکھی تھی۔ جس میں انہوں نے مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے بارہ میں عظیم الشان پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر کیا ہے۔ کتاب کا ایک بڑا حصہ دو اشخاص کے مابین سوال وجواب پر مشتمل ہے۔ اس اسلوب پر انہوں نے اختصار کے ساتھ صداقت کے دلائل بھی بیان کر دیئے ہیں اور بعض سوالات کے جوابات بھی دیئے ہیں۔ (ندیم)}

میرے والد صاحب نے کتاب پڑھ کر کاتب سے رابطہ کیا تو انہوں نے جماعت کے بارہ میں مزید معلومات دیں اور بتایا کہ جماعت کی عربی ویب سائٹ بھی ہے اور عربی چینل بھی ہے۔

یہ کتاب میں نے شروع کی تو ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالی۔ یہ کتاب مجھے بہت پسند آئی اور اس نے میری سوچ میں ایک انقلاب برپا کر دیا، اور میں یہ یقین کرنے پر مجبور ہو گئی کہ یہی وہ جماعت ہے جس کی مجھے تلاش تھی، یہی جماعت صحیح اسلامی تعلیمات پیش کرنے والی ہے جس کے ساتھ اسلام کا غلبہ وابستہ ہے۔

اس کتاب میں مفصل طور پر تو دلائل کو بیان نہیں کیا گیا۔ لیکن اس میں لکھی جانے والی معلومات نے مجھے جماعت کے بارہ میں جاننے کی چاٹ ضرور لگا دی اور دل میں مزید تحقیق کرنے کی تڑپ پیدا کر دی، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ میں نے عربی چینل تلاش کیا اور اسے دیکھنے لگی۔

ایم ٹی اے العربیہ اور اسکے پروگرام

ایم ٹی اے العربیہ پر میں نے سب سے پہلا پروگرام ''لقاء مع العرب'' دیکھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی روحانیت سے معمور شخصیت اور اندازِ گفتگو نے تو مجھے اپنا اسیر کر لیا۔ مجھے اس وقت انگریزی بالکل نہیں آتی تھی پھر بھی میں حضور انور کی بات نہایت توجہ سے سنتی اور آپ کے طرزِ کلام سے محظوظ ہوتی رہتی تھی۔ اس پروگرام کے ساتھ میرا ایک جذباتی تعلق قائم ہو گیا، اور مجھے ایسے لگتا تھا جیسے میں بھی اس میں شامل ہوں۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ میرے دل میں جو بھی سوال پیدا ہوتا اگلے دن کے پروگرام میں حضور انور اسی سوال کا جواب دے رہے ہوتے تھے۔ یہ ایسا احساس تھا جو محض ایک دو دفعہ کے اتفاق سے پیدا نہیں ہوتا بلکہ ایسا کئی مرتبہ ہوا اور یوں میرا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کے ساتھ ایک روحانی تعلق قائم ہو گیا۔

پروگرام ''لقاء مع العرب'' کے بعد میں میں نے ایم ٹی اے پر مکرم ہانی طاہر صاحب کے ''نظرات فی الفکر الإسلامی'' کے عنوان سے پیش کئے جانے والے پروگرامز دیکھے جن میں انہوں نے مختلف غلط عقائد کا ردّ کر کے صحیح اسلامی تعلیم پیش کی ہے۔ ان پروگراموں کے مشاہدہ سے بھی مجھے میرے کئی سوالوں کا جواب مل گیا۔

ازاں بعد میں نے پروگرام الحوار المباشر دیکھنا شروع کیا، اس میں دیگر احباب کے علاوہ مکرم محمد شریف عودہ صاحب کی شخصیت سے بہت متاثر ہوئی۔ میں یہ پروگرام بعض اوقات رات گئے تک دیکھتی رہتی جبکہ میرے اردگرد لوگ سو رہے ہوتے تھے۔

میں نے جب یہ دیکھا کہ ایم ٹی اے پر نہ کوئی اشتہارات آتے ہیں، نہ ہی چندہ وغیرہ لینے کے لئے بعض پیغامات پر مشتمل پٹی چلتی ہے جیسے عموماً دینی چینلز پر ہوتا ہے، تو مجھے یقین ہو گیا کہ یہ چینل پیسے کمانے کے لئے نہیں کھولا گیا بلکہ اس کا مقصد محض دعوت الی اللہ ہے اور اگر افرادِ جماعت احمدیہ اس میں اپنے مال خرچ کر کے حصہ ڈال رہے ہیں تو اس سے بہتر کونسی جماعت ہو سکتی ہے؟

یہ سب کچھ گو جماعت کی سچائی پرکھنے کے لئے کافی تھا لیکن میں نے تحقیق کا سفر جاری رکھنے کا فیصلہ کیا اور جماعت کی عربی ویب سائٹ دیکھی اور اس پر موجود کتب، مضامین اور سوال جواب کے سلسلہ کو پڑھنا شروع کر دیا۔

سچائی کی دلیل

میں جو کچھ پڑھتی یا ایم ٹی اے پر سنتی اس کے بارہ میں اپنے والد صاحب سے گفتگو کرتی رہتی۔ میرے والد صاحب نے کمال حکمت سے یہ چاہا کہ میں جلد بازی میں کہیں کوئی جذباتی فیصلہ نہ کر لوں، لہذا وہ جماعت کے بارہ میں لوگوں کے پھیلائے ہوئے شکوک وشبہات اور اعتراضات میرے سامنے بیان کرتے جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ میں مزید چھان بین کر لوں اور تحقیق کر کے ان سوالوں کا جواب تیار کر لوں۔

ایک روز میرے والد صاحب نے مجھے مولانا مودودی کی کتاب ''القادیانیة فی المیزان' لا کر دی۔ میں نے یہ کتاب پڑھی، اس میں مذکور ایک اعتراض خصوصی طور پر میری توجہ کا مرکز بنا جس میں مولوی مودودی صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو عجمی ہونے کا طعنہ دیا ہے۔

یہ اعتراض پڑھتے ہی مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث یاد آ گئی جس میں آپ نے فرمایا ہے کہ کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ ہاں اگر کسی کو فضیلت ہے تو وہ تقویٰ سے ہے جو عربی کو عجمی پر اور عجمی کو عربی پر بھی ہو سکتی ہے۔ یوں اس کتاب نے بجائے مجھے احمدیت سے برگشتہ کرنے کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے اثبات کیلئے مجھے ایک اور دلیل دے دی۔

رؤیا اور اسکی تفہیم

اس عرصہ میں میں نے ایک عجیب رؤیا دیکھا، میں نے دیکھا کہ میں اپنے گھر کی کھڑکی کے پاس بیٹھی باہر آسمان کی طرف دیکھ رہی ہوں۔ میری نظر سورج پر پڑتی ہے تو کیا دیکھتی ہوں کہ اسے گرہن لگ رہا ہے۔ میں اپنے بھائیوں کو یہ دیکھنے کے لئے بلاتی ہوں لیکن وہ اپنے کاموں میں مصروف رہتے ہیں اور میری بات پر کوئی توجہ نہیں دیتے۔ لہٰذا میں اکیلی ہی سورج کی جانب دیکھتی رہتی ہوں حتی کہ وہ پورا گہنا جاتا ہے جس کے بعد پھر ایک نئی شکل میں ظاہر ہونے لگتا ہے۔

اس رؤیا کی تفہیم یہ ہوئی کہ اسلام کے چمکتے سورج کو گرہن لگ گیا تھا جس کے بعد امام مہدی علیہ السلام کی آمد سے وہ دوبارہ ایک نئی آب وتاب کے ساتھ طلوع ہوا ہے۔

(باقی آئندہ)

اسلام کے اصولِ اطاعت

(تحریر: حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد خلیفۃالمسیح الثانی رضی اللہ عنہ)

(قسط نمبر 3)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ سورۃ الکافرون کی آیت لَکُمْ دِیْنُکُمْ وَلِیَ دِیْنِ کی تفسیر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''دوسرا امر جس سے احکام کی تعمیل میں بشاشت پیدا ہوتی ہے یہ ہے کہ جس تعلیم کو انسان مانے اس میں رحمت کا پہلو غالب ہو کیونکہ رحمت کا پہلو غالب ہونے کی وجہ سے اسے یہی فائدہ حاصل ہوگا کہ اگر اس کے عمل میں کوئی کمزوری رہ جائے گی تو رحمت کا پہلو اس کی تلافی کردے گا اور یہ بات صرف اسلام میں ہی پائی جاتی ہے باقی مذاہب اس سے خالی ہیں۔

ہندو مذہب

مثلاً ہندو تناسخ کے قائل ہیں۔ تناسخ کے عقیدہ کی رُو سے یہ مانا جاتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی انسان کا گناہ معاف نہیں کرسکتا اور کسی کو اس کے نیک عمل کا بدلہ اس کے نیک عمل سے زائد نہیں دے سکتا۔ تناسخ کے قائلین گناہوں کے مرتکب ہونے والے انسان کے لئے چوراسی لاکھ جونوں کے قائل ہیں۔ گنہگار انسان انسانیت کے جامہ کی بجائے حیوانیت کے مختلف جاموں میں داخل ہوتا ہے اور اپنے گناہ کی سزا بھگتتا ہے۔ یہ عقیدہ اسی بناء پر ہے کہ ان کے نزدیک ایشور یعنی خدا کی جزاء سزا میں رحمت کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ اگر ویدک فلاسفی پر غور کیا جائے تو کسی انسان کے لئے نجات پانا ممکن نہیں رہتا کیونکہ ویدوں کو پڑھے بغیر کوئی شخص صحیح طور پر نیکی اور بدی کا علم حاصل نہیں کرسکتا اور بغیر علم حاصل کئے کوئی شخص بدی سے بچ نہیں سکتا۔ ویدوں کے پڑھنے کے لئے بلوغت کی عمر کے بعد کم ازکم چھتیس برس کی وہ مدّت ہے جسے پنڈت دیانند بانی آریہ سماج نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں مقرر کیا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں:۔

> ''آٹھویں سال سے آگے چھتیسویں سال تک یعنی ایک ایک وید کو معہ اس کے انگوں اور اپانگوں کے پڑھنے میں بارہ بارہ سال مل کر چھتیس اور آٹھ مل کے چوالیس خواہ اٹھارہ سال کا برہمچاریہ اور آٹھ سابق مل کر چھبیس یا نو سال یا جب تک پوری تعلیم حاصل نہ کرے تب تک برہمچاریہ رہے''۔(صفحہ 89)

اس تعلیمی عرصہ میں وید پڑھنے والے سے جو گناہ ہوں گے۔ کیا وہ گناہ معاف کئے جائیں گے اور کیا ایشور اپنے بھگتوں کے گناہ معاف کردیتا ہے؟ اس کا جواب پنڈت دیانند جی مصنّف ستیارتھ پرکاش کے بیان کے مطابق حسب ذیل ہے:

> ''سوال: ایشور اپنے بھگتوں کے پاپ معاف کرتا ہے یا نہیں؟
>
> جواب: نہیں۔ کیونکہ اگر وہ پاپ معاف کرے تو اس کا انصاف جاتا رہے اور تمام انسان سخت پاپی ہوجائیں۔ کیونکہ درگند کے سنتے ہی ان کو پاپ کرنے میں بے خوفی اور حوصلہ پیدا ہوجائے۔ مثلاً اگر راجہ گناہ معاف کردیا کرے تو لوگ حوصلہ پاکر اور بھی بڑے بڑے پاپ کرنے لگیں۔ کیونکہ راجہ گناہ بخش دیا کرے گا اور ان کو بھی بھروسہ ہوجائے گا کہ ہم راجہ سے بذریعہ حرکات ہاتھ جوڑنے وغیرہ کے اپنے قصور معاف کرالیں گے۔ تو جو لوگ قصور نہیں کرتے وہ بھی تقصیروں سے نہ ڈر کر پاپ کرنے میں راغب ہوجائیں گے۔ اس لئے ایشور کا کام اعمال کا مناسب پھل دینا ہے نہ کہ معاف کرنا''۔(باب 7)

گویا ایشور اپنے بھگتوں کے بھی گناہ معاف نہیں کرسکتا۔ اب غور کرلیا جائے کہ انسان کے لئے مکتی حاصل کرنے کی کونسی صورت باقی رہ جاتی ہے۔ کیونکہ انسان سے غلطی اور گناہ کا ہوجانا بالخصوص جب کہ اسے ابھی ویدوں کا پوری طرح علم نہیں ہے قرینِ قیاس ہے۔ اور جب انسان حیوانی قالبوں میں جاتا ہے تو اس میں انسانی شعور باقی نہیں رہتا۔ جب وہ ازسرِ نو انسانی جامہ میں آئے گا تو پھر اس کے لئے یہی تسلسل اور چکر جاری رہے گا اور اس کے لئے کسی مرحلہ پر بھی نجات پانا ممکن نہ ہوگا۔

ہندو مذہب کے مطابق اگر کوئی شخص نجات پا بھی لے تب بھی اس کی وہ نجات اور مکتی دائمی نہیں ہے۔ بلکہ ایک عرصہ کے بعد اس انسان کو مکتی خانہ سے نکال کر پھر دنیا میں جونوں کے چکّر میں ڈال دیا جاتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ایشور پانے والی روح کا کوئی گناہ پوشیدہ طور پر رکھ لیتا ہے اور اس کو علّت قرار دے کر پھر اس روح کو مکتی خانہ سے باہر نکال دیتا ہے۔ کیونکہ کسی گناہ کے لئے ہندو دھرم میں عفو کی گنجائش نہیں اور نہ کسی نیکی کے بدلہ میں زیادہ یا غیر محدود بدلہ دیا جاسکتا ہے۔ اس لئے ویدک دھرم میں مکتی کو بھی محدود مانا گیا ہے۔

عیسائی مذہب

یہی حال عیسائی مذہب کا ہے۔ **عیسائیوں کا اعتقاد ہے کہ حضرت آدم نے گناہ کیا اور ان کے گناہ کی وجہ سے ساری نسل آدم گنہگار قرار پائی اور ہر پیدا ہونے والا بچہ آدم زاد ہونے کی وجہ سے گناہ سے ملوّث ہوتا ہے کیونکہ وہ آدم کا وارث ہے۔**

عیسائیوں کے نزدیک ورثہ کا یہ گناہ خدا کے عفو کی چادر کے نیچے نہیں آسکتا جب تک اس کا بدلہ ادا نہ کیا جائے۔ عیسائی جب ساری نسل آدم کو گناہ گار مانتے ہیں تو وہ انبیاء اور مرسلین کو بھی معصوم نہیں سمجھتے بلکہ انہیں بھی گناہ گار ٹھہراتے ہیں۔ جب سب نسلِ آدم گناہ گار ٹھہری اور کوئی گناہ بغیر بدلہ کے معاف نہیں ہوسکتا تو مجبوراً خدا تعالیٰ نے اپنا بیٹا دنیا میں بھیجا تا وہ بے گناہ ہونے کے باعث سب انسانوں کا گناہ اٹھالے اور ان کی جگہ سزا بھگتے۔

عیسائیوں کا یہ عقیدہ بھی عفو اور رحمت سے بالکل خالی ہے۔ بلکہ اس میں صریح بے انصافی نظر آتی ہے کیونکہ گناہ گار آدم زادوں کی بجائے معصوم ابن اللہ کو سزا دینا ہرگز انصاف نہیں ہے۔ **بہرحال کفارہ کا نظریہ واضح طور پر بتا رہا ہے کہ عیسائیوں کے ہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عفو کے خیال معدوم ہیں۔**

اسلامی تعلیم

لیکن اسلامی تعلیم اس کے بالکل خلاف ہے۔ اسلام جس خدا کو پیش کرتا ہے اس کی صفات میں سے غفوریّت، ودودیت اور رحیمیت بھی ہے۔ یعنی اگر عمل کرتے ہوئے کوئی کمزوری رہ جائے تو وہ اس کمزوری کو نظر انداز کرتے ہوئے انسان کے لئے ترقیات کے دروازے کھولتا رہتا ہے اور وہ اپنے بندوں کے ساتھ ایسی محبت و رافت کا سلوک کرتا ہے جیسے ایک مشفق باپ اپنے بچے کے ساتھ کرتا ہے۔ بچہ خواہ کتنا ہی خراب کیوں نہ ہو۔ باپ نہیں چاہتا کہ میرا بچہ ضائع ہوجائے اسی طرح اللہ تعالیٰ بھی اپنے بندوں کے متعلق یہی چاہتا ہے کہ وہ نجات پاتے چلے جائیں خواہ اُن کے اعمال میں کچھ کمزوریاں ہی رہ گئی ہوں۔ اور درحقیقت ایسی ہی تعلیم پر عمل کرنے سے انسانی قلوب میں بشاشت قائم رہتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نماز پڑھتا ہے اور بالفرض نماز میں اس کی توجہ پوری طرح قائم نہیں رہتی تو اسلامی تعلیم کے نتیجہ میں وہ یہ نہیں سمجھے گا کہ میری نماز بیکار گئی۔ بلکہ وہ یہ سمجھے گا کہ اگر تھوڑی بہت خامی بھی رہ گئی ہوگی تو تھوڑی سی توجہ اور انابت سے اللہ تعالیٰ اس کو نظر انداز کردے گا۔ اور اس کے لئے اپنے فضلوں کے دروازے بند نہیں کرے گا۔

اسی اصل کے ماتحت اسلام نے توبہ کے مسئلہ کو پیش کیا ہے۔ کہ اگر کسی وقت انسان سے کوئی کمزوری سرزد ہوجائے تو ضروری نہیں ہے کہ اس کی سزا ہی بھگتے۔ بلکہ اگر اُسے اپنی غلطی کا احساس ہوجائے اور آئندہ کے لئے وہ اپنی اصلاح کا اقرار کرے اور ایسی کمزوریوں سے بچنے کا تہیّہ کرلے۔ تو اس کی کمزوریوں کی بناء پر ترقیات کے جو دروازے بند ہوجاتے ہیں وہ پھر کھول دیے جاتے ہیں اور انسان نیچے کی طرف نہیں جاتا بلکہ اوپر کی طرف اٹھتا ہے۔ اس اصل کو پیش کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَالَّذِیْنَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَۃً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوا لِذُنُوبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ أُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنَّاتٌ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ أَجْرُ الْعَامِلِيْنَ۔

(آل عمران: 137-136)

یعنی وہ لوگ جو کسی وقت خدا کے احکام کی نافرمانی کر بیٹھتے ہیں اور اس ذریعے سے اپنے نفسوں کا حق مار دیتے ہیں۔ لیکن اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنی اصلاح کرلیتے ہیں اور خدا تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا اللّٰهُ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کون ہے جو گناہوں سے اور کمزوریوں سے بچاسکے۔ یہ جملہ معترضہ ہے۔ آگے فرماتا ہے وَلَمْ يُصِرُّوا عَلٰى مَا فَعَلُوا وَهُمْ يَعْلَمُونَ۔ وہ خدا تعالیٰ سے اپنی کمزوریوں پر پردہ پوشی چاہتے ہیں اور اپنے اس گناہ پر اصرار نہیں کرتے اور جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کمزوریوں پر پردہ پوشی فرما کر ان کے لئے رحمت کے دروازے کھول سکتا ہے۔ ان لوگوں کی جو اس نکتہ کو سمجھتے ہیں یہ جزاء ہوگی کہ اللہ تعالیٰ ان کی کمزوریوں پر پردہ ڈال دے گا اور اُن کے لئے اپنی رحمت کے دروازے بند نہیں کرے گا اور وہ نجات پاکر خدا تعالیٰ کو پالیں گے اور ان کو مغفرت حاصل ہوجائے گی اور رہنے کو ایسے باغات ملیں گے جن کے نیچے نہریں بہ رہی ہوں گی اور یہ انعام عارضی نہیں ہوگا بلکہ وہ ان باغات میں ہمیشہ رہیں گے اور محنت کرنے والوں کا بدلہ اچھا ہی ہوتا ہے۔

دیکھو کیسی اعلیٰ اور شاندار تعلیم ہے۔ انسان کے لئے مایوسی کے تمام دروازے بند کردئے گئے ہیں اور اُسے یقین دلایا گیا ہے کہ وہ ہر وقت ترقی کی شاہراہ پر گامزن رہ سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ اپنے اندر احساس صحیح پیدا کرے۔

انسان کے دل میں یہ خیال آسکتا تھا کہ ممکن ہے خدا تعالیٰ ایک دو کمزوریوں کو تو نظر انداز کردے لیکن اگر کسی انسان سے بہت سی کمزوریاں سرزد ہوچکی ہوں اور اس نے اپنے خیال میں نجات کا دروازہ اپنے لئے بند کرلیا ہو تو اس کا کیا ہوگا؟ ایسے لوگوں کی تسلّی کے لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوا عَلٰى أَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ إِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيْعًا إِنَّهٗ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيْمُ۔ (الزمر: 54)

اے ہمارے رسول! اِن لوگوں کو اچھی طرح کھول کر سنادے جو یہ سمجھتے ہیں کہ وہ کمزوریوں کے نیچے دبے ہوئے ہیں اور وہ نکل نہیں سکتے اور اب ان کے لئے نجات کا دروازہ بند ہوچکا ہے کہ اللہ کی رحمت سے ناامید مت ہو۔ اللہ کی شان تو ایسی ہے کہ خواہ کس قدر کمزوریاں کیوں نہ سرزد ہوچکی ہوں۔ اُن سب سے درگزر کرسکتا ہے۔ اُن سب کو معاف کرسکتا ہے اور نجات کا دروازہ کھول سکتا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ انسانی اندازوں سے بڑھ کر پردہ پوشی کرنے والا اور بے حد و حساب رحمت کرنے والا ہے اس کی رحمت بہت وسیع ہے اس کا اندازہ کرنا ناممکن ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے ہر مقام کے لوگوں کے لئے اپنی رحمت کو پیش کیا ہے اور مایوس ہونے سے روکا ہے اور فرمایا ہے کہ ہر شخص خدا کی رحمت کو حاصل کرسکتا ہے کیونکہ اصل چیز اس کی صفات میں سے رحمت ہی ہے۔

احادیث میں آتا ہے إِنَّ نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّ تِسْعِيْنَ............ الخ (رياض الصالحين باب التوبہ)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں پہلے زمانہ میں ایک شخص تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ وہ توبہ کے لئے کسی عالم کے پاس گیا اور اس کے پاس جا کر کہا کہ کیا میری توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ اس نے کہا کہ تیری توبہ قبول نہیں ہوسکتی۔ اس شخص نے کہا کہ اگر میری توبہ قبول نہیں ہوسکتی تو مَیں تجھے بھی ماردوں گا۔ ایک گناہ اَور زیادہ ہوگیا تو پھر کیا ہوا۔ یہ کہہ کر اس نے اس عالم کو قتل کردیا۔ پھر اس نے لوگوں سے پوچھا کہ کیا کوئی اور ایسا عالم ہے جس سے وہ مسئلہ دریافت کرسکے۔ تو اُسے ایک عالم شخص کا پتہ بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس پہنچا اور بتایا کہ اُس نے سو قتل کئے ہیں۔ کیا اس کی توبہ قبول ہوسکتی ہے؟ عالم نے جواب دیا: کیوں نہیں، کون ہے جو بندہ کے اور توبہ کے درمیان حائل ہوسکے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ تم فلاں جگہ چلے جاؤ۔ وہاں کئی خدا کے بندے مل کر عبادت کرتے ہیں تم بھی اُن کے ساتھ مل کر عبادت کرو اور اپنے ملک میں مت لَوٹو کیونکہ وہ اچھی جگہ نہیں۔ یہ سن کر وہ شخص اس جگہ پہنچنے کے لئے روانہ ہوگیا۔ جب نصف راستے پر پہنچا تو اس کو موت نے آلیا تب رحمت کے فرشتے بھی آگئے اور عذاب کے فرشتے بھی پہنچ گئے۔ دونوں میں بحث شروع ہوگئی۔ دوزخ والے

باقی صفحہ 15 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔

خدا نے مجھے اصلاح کرنے کے لئے مامور کر کے بھیجا اور میرے ہاتھ پر وہ نشان دکھلائے کہ اگر ان پر ایسے لوگوں کو اطلاع ہو جن کی طبیعتیں تعصّب سے پاک اور دلوں میں خدا کا خوف ہے اور عقل سلیم سے کام لینے والے ہیں تو وہ ان نشانوں سے اسلام کی حقیقت بخوبی شناخت کر لیں۔

جو آیات اللہ کی پروا نہیں کرتا وہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو نشان ظاہر ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک عقلمند خداترس اس کو شناخت کر لیتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن جو فراست نہیں رکھتا اور خدا کے خوف کو مدّنظر رکھ کر اس پر غور نہیں کرتا وہ محروم رہ جاتا ہے۔

خدا چاہتا ہے کہ اپنے سلسلہ کو اپنے ہاتھ سے مضبوط کرے جب تک کہ وہ کمال تک پہنچ جاوے۔

پچھلے دنوں میں قادیان سے عرب دنیا کے لئے تین دن پروگرام ہوتا رہا ہے اس نے تو دنیا میں، عرب دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے حق میں الٰہی تائیدات اور نشانات میں سے بعض کا حضور علیہ السلام کے الفاظ میں ہی ایمان افروز تذکرہ

امن و سلامتی اگر حقیقت میں قائم کرنی ہے تو اس کا صرف ایک ہی حل ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو امام مہدی بنا کر بھیجا ہے، جس کو امن قائم کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے اس کو یہ قبول کر لیں۔ اس مسیح محمدی کی پیروی کریں جس کی پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی تھیں۔

امت مسلمہ اور مسلمان ممالک میں حقیقی امن کے قیام کے لئے دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 28 مارچ 2014ء بمطابق 28 امان 1393 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

آج بھی میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نشانات کے بارے میں اقتباسات اور کچھ واقعات جو آپ نے خود بیان فرمائے ہیں یا بعض ایسے بھی جو لوگوں نے بیان کئے وہ اس وقت پیش کروں گا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ آج کی تاریخ سے جو 16/جولائی 1906ء ہے اگر میں ان کو فرداً فرداً اشمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔ بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے ہر ایک محل پر اپنے وعدہ کے موافق مجھ کو دشمنوں کے شرّ سے محفوظ رکھا اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں ہر محل میں اپنے وعدہ کے موافق میری ضرورتیں اور حاجتیں اس نے پوری کیں اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں اس نے بموجب اپنے وعدہ اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ کے میرے پر حملہ کرنے والوں کو ذلیل اور رسوا کیا اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو مجھ پر مقدمہ دائر کرنے والوں پر اس نے اپنی پیشگوئیوں کے مطابق مجھ کو فتح دی......‘‘

یہ جو اِنِّیْ مُهِیْنٌ مَّنْ اَرَادَ اِهَانَتَکَ، ہے آج بھی ہم دیکھتے ہیں کہ مختلف جگہوں سے افریقہ سے بھی اور دوسری جگہوں سے بھی رپورٹیں آتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح ذلیل کرتا ہے اور اگر کہیں جھوٹ ہے، اور وہ لوگ اگر پکڑ میں نہیں آ رہے تو ان کو اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ اُمْلِیْ لَهُمْ اِنَّ کَیْدِیْ مَتِیْنٌ (الاعراف:184) ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے۔ پکڑ انشاء اللہ ان کی بھی ہوگی پر وہ باز نہیں آتے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’......اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری مدّت بعث سے پیدا ہوتے ہیں کیونکہ جب سے دنیا پیدا ہوئی ہے یہ مدت دراز کسی کاذب کو نصیب نہیں ہوئی اور بعض نشان زمانہ کی حالت دیکھنے سے پیدا ہوتے ہیں یعنی یہ کہ زمانہ کسی امام کے پیدا ہونے کی ضرورت تسلیم کرتا ہے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جن میں دوستوں کے حق میں میری دعائیں منظور ہوئیں اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو شریر دشمنوں پر میری بددعا کا اثر ہوا اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میری دعا سے بعض خطرناک بیماروں نے شفا پائی اور انکی شفا سے پہلے مجھے خبر دی گئی اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو میرے لئے اور میری تصدیق کیلئے ...... بڑے بڑے ممتاز لوگوں کو جو مشاہیر فقراء میں سے تھے خوابیں آئیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا جیسے سجادہ نشین صاحبُ العلَم سندھ جن کے مرید ایک لاکھ کے قریب تھے اور جیسے خواجہ غلام فرید صاحب چاچڑاں والے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں کہ ہزار ہا انسانوں نے محض اس وجہ سے میری بیعت کی کہ خواب میں انکو بتلایا گیا کہ یہ سچا ہے اور خدا کی طرف سے ہے اور بعض نے اس وجہ سے بیعت کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا اور آپ نے فرمایا کہ دنیا ختم ہونے کو ہے اور یہ خدا کا آخری خلیفہ اور مسیح موعود ہے اور بعض نشان اس قسم کے ہیں جو بعض اکابر نے میری پیدائش یا بلوغ سے پہلے میرا نام لیکر میرے مسیح موعود ہونے کی خبر دی جیسے نعمت اللہ ولی اور میاں گلاب شاہ ساکن جمالپور ضلع لدھیانہ۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 71-70)

پھر ایک جگہ آپ بیان فرماتے ہیں، لیکن اس سے پہلے یہ بتا دوں کہ یہ واقعہ صاحبزادہ سراج الحق صاحب نعمانی جو احمدی تھے کے بڑے بھائی جو سجادہ نشین تھے، پیر تھے انہوں نے اپنے بھائی پیر (سراج الحق) صاحب کو خط لکھا کہ میں تو کشفِ قبور کروا سکتا ہوں کیا مرزا صاحب بھی کروا سکتے ہیں؟ کشفِ قبور یہ ہے کہ مُردے کے حالات معلوم کر کے دے سکتا ہوں یا اس سے ملاقات کروا سکتا ہوں، تو اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’......کشفِ قبور کا معاملہ تو بالکل بیہودہ امر ہے۔ جو شخص زندہ خدا سے کلام کرتا ہے اور اس کی تازہ بتازہ وحی اس پر آتی ہے اور اس کے ہزاروں نہیں لاکھوں ثبوت بھی موجود ہیں اس کو کیا ضرورت پڑی ہے کہ وہ مُردوں سے کلام کرے اور مُردوں کی تلاش کرے۔ اور اس امر کا ثبوت ہی کیا ہے کہ فلاں مُردے سے کلام کیا ہے؟ یہاں تو لاکھوں ثبوت موجود ہیں۔ ایک ایک کارڈ اور ایک ایک آدمی اور ایک ایک روپیہ جواب آتا ہے وہ خدا کا ایک زبردست نشان ہے کیونکہ ایک عرصہ دراز پیشتر خدا تعالیٰ نے فرمایا تھا کہ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ وَیَأْتِیْکَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ اور ایسے وقت فرمایا تھا کہ کوئی شخص بھی مجھے نہ جانتا تھا۔ اب یہ پیشگوئی کیسے زور و شور سے پوری ہو رہی ہے۔ کیا اس کی کوئی نظیر بھی ہے؟ غرض ہمیں ضرورت کیا پڑی ہے کہ ہم زندہ خدا کو چھوڑ کر مُردوں کو تلاش کریں۔‘‘ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 248 مطبوعہ ربوہ)

پھر آپ فرماتے ہیں ’’... دیکھو میں سچ کہتا ہوں کہ تم خدا تعالیٰ کی آیات کی بے ادبی مت کرو اور انہیں حقیر نہ سمجھو کہ یہ محرومی کے نشان ہیں اور خدا تعالیٰ اس کو پسند نہیں کرتا۔ ابھی کل کی بات ہے کہ لیکھرام خدا تعالیٰ کے عظیم الشان نشان کے موافق مارا گیا۔ کروڑوں آدمی اس پیشگوئی کے گواہ ہیں۔ خود لیکھرام نے اسے شہرت دی۔ وہ جہاں جاتا اسے بیان کرتا۔ یہ نشان اسلام کی سچائی کے لئے اس نے خود مانگا تھا اور اس کو سچے اور جھوٹے مذہب کے لیے بطور معیار قائم کیا تھا۔ آخر وہ خود اسلام کی سچائی اور میری سچائی پر اپنے خون سے شہادت دینے والا ٹھہرا۔ اس نشان کو جھٹلانا اور اس کی پروا نہ کرنا یہ کس قدر بے انصافی اور ظلم ہے پھر ایسے کھلے کھلے نشان کا انکار کرنا تو خود لیکھرام بننا ہے اور کیا؟

مجھے بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ جس حال میں خدا تعالیٰ نے ایسا فضل کیا ہے کہ اس نے ہر قوم کے متعلق نشانات دکھائے۔ جلالی اور جمالی ہر قسم کے نشان دیئے گئے پھر ان کو ردّی کی طرح پھینک دینا یہ تو بہت بڑی ہی بدبختی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا مورَد بننا ہے۔ جو آیات اللہ کی پروا نہیں کرتا وہ یاد رکھے اللہ تعالیٰ بھی اس کی پروا نہیں کرتا۔ خدا تعالیٰ کی طرف سے جو نشان ظاہر ہوتے ہیں وہ ایسے ہوتے ہیں کہ ایک عقلمند خدا ترس ان کو شناخت کر لیتا ہے اور ان سے فائدہ اٹھاتا ہے لیکن جو فراست نہیں رکھتا اور خدا کے خوف کو مدّنظر رکھ کر اس پر غور نہیں کرتا وہ محروم رہ جاتا ہے کیونکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ دنیا دنیا ہی نہ رہے اور ایمان کی وہ کیفیت جو ایمان کے اندر موجود ہے نہ رہے۔ ایسا خدا تعالیٰ کبھی نہیں کرتا۔ اگر ایسا ہوتا تو یہودیوں کو کیا ضرورت پڑی تھی کہ وہ حضرت مسیح کا انکار کرتے۔ موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیوں ہوتا اور پھر سب سے بڑھ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قدر تکالیف کیوں برداشت کرنی پڑتیں۔ خدا تعالیٰ کی یہ عادت ہی نہیں کہ وہ ایسے نشان ظاہر کرے جو ایمان بالغیب ہی اٹھ جاوے۔ ایک جاہل وحشی سنت اللہ سے ناواقف تو اس چیز کو معجزہ اور نشان کہتا ہے جو ایمان بالغیب کی مدّ سے نکل جاوے مگر خدا تعالیٰ ایسا کبھی نہیں کرتا۔ ہماری جماعت کے لیے اللہ تعالیٰ نے کمی نہیں کی۔ کوئی شخص کسی کے سامنے کبھی شرمندہ نہیں ہو سکتا۔ جس قدر لوگ اس سلسلہ میں داخل ہیں ان میں سے ایک بھی نہیں جو یہ کہہ سکے کہ میں نے کوئی نشان نہیں دیکھا۔‘‘

(یعنی اُس زمانے میں بھی اور اب بھی جو بھی بیعت کر کے شامل ہوتے ہیں نشان دیکھ کے ہوتے ہیں اور جو پیدائشی احمدی ہیں ان کو بھی ان اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ کو پڑھتے رہنا چاہئے، اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب کو پڑھتے رہنا چاہئے اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے تعلق جوڑنے کی طرف متوجہ رکھنا چاہئے۔)

فرمایا کہ: ’’براہین احمدیہ کو پڑھو اور اس پر غور کرو اس زمانہ کی ساری خبریں اس میں موجود ہیں۔ دوستوں کے متعلق بھی ہیں اور دشمنوں کے متعلق بھی۔ اب کیا یہ انسانی طاقت کے اندر ہے کہ تیس برس پہلے جب ایک سلسلہ کا نام و نشان بھی نہیں اور خود اپنی زندگی کا بھی پتہ نہیں ہو سکتا کہ میں اس قدر عرصہ تک رہوں گا یا نہیں، ایسی عظیم الشان خبریں دے اور پھر وہ پوری ہو جائیں نہ ایک نہ دو بلکہ ساری کی ساری براہین احمدیہ احمدی لوگوں کے گھروں میں بھی ہے عیسائیوں اور آریوں اور گورنمنٹ تک کے پاس موجود ہے اور اگر خدا کا خوف اور سچ کی تلاش ہے تو میں کہتا ہوں کہ براہین کے نشانات پر ہی فیصلہ کر لو۔ دیکھو اس وقت جب کوئی مجھے نہیں جانتا تھا اور کوئی یہاں آتا بھی نہیں تھا، ایک آدمی بھی میرے ساتھ نہ تھا اس جماعت کی جو یہاں موجود ہے خبر دی۔ اگر یہ پیشگوئی خیالی اور فرضی تھی تو پھر آج یہاں اتنی بڑی جماعت کیوں ہے؟ اور جس شخص کو قادیان سے باہر ایک بھی نہیں جانتا تھا اور جس کے متعلق براہین میں کہا گیا تھا فَحَانَ أَنْ تُعَانَ وَتُعْرَفَ بَیْنَ النَّاسِ۔ (یعنی سو وقت آ گیا ہے جو تیری مدد کی جائے اور تجھے لوگوں میں معروف و مشہور کیا جائے) فرمایا ’’... آج کیا وجہ ہے کہ وہ ہندوستان ہی میں نہیں بلکہ عرب، شام، مصر سے نکل کر یورپ اور امریکہ تک دنیا اس کو شناخت کرتی ہے (بلکہ افریقہ میں بھی) ......‘‘ (اور یہ جو پچھلے دنوں میں قادیان سے عرب دنیا کے لئے تین دن پروگرام ہوتا رہا ہے اس نے تو دنیا میں، عرب دنیا میں تہلکہ مچا دیا۔) فرمایا:

’’......اگر یہ خدا کا کلام نہیں تھا اور خدا کے منشاء کے خلاف ایک مفتری کا منصوبہ تھا تو خدا نے اس کی مدد کیوں کی؟ کیوں اس کے لیے ایسے سامان اور اسباب پیدا کر دیئے؟ کیا یہ سب میں نے خود بنا لیے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اسی طرح پر کسی مفتری کی تائید کیا کرتا ہے تو پھر راستبازوں کی سچائی کا معیار کیا ہے۔ تم خود ہی اس کا جواب دو۔ سورج اور چاند کو رمضان میں گرہن لگنا کیا یہ میری اپنی طاقت میں تھا کہ میں اپنے وقت میں کر لیتا اور جس طرح پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سچے مہدی کا نشان قرار دیا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس نشان کو میرے دعویٰ کے وقت پورا کر دیا۔ اگر میں اس کی طرف سے نہیں تھا تو کیا خدا تعالیٰ نے خود دنیا کو گمراہ کیا؟ اس کا سوچ کر جواب دینا چاہئے کہ میرے انکار کا اثر کہاں تک پڑتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب اور پھر خدا تعالیٰ کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اسی طرح پر اس قدر نشانات ہیں کہ ان کی تعداد دو چار نہیں بلکہ ہزاروں لاکھوں تک ہے۔ تم کس کس کا انکار کرتے جاؤ گے؟

اسی براہین میں یہ بھی لکھا ہے۔ یَأْتُوْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ۔ اب تم خود آئے ہو تم نے ایک نشان پورا کیا ہے۔ اس کا بھی انکار کرو۔ اگر اس نشان کو جو تم نے اپنے آنے سے پورا کیا ہے مٹا سکتے ہو تو مٹاؤ۔ میں پھر کہتا ہوں کہ دیکھو آیات اللہ کی تکذیب اچھی نہیں ہوتی۔ اس سے خدا تعالیٰ کا غضب بھڑکتا ہے۔ میرے دل میں جو کچھ تھا میں نے کہہ دیا ہے۔ اب ماننا نہ ماننا تمہارا اختیار ہے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ میں صادق ہوں اور اسی کی طرف سے آیا ہوں۔‘‘ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 650 تا 652 مطبوعہ ربوہ)

یہ جو آخری پیرا ہے کہ تم خود آئے ہو اور تم نے نشان پورا کیا ہے، یہ جس کو آپ فرما رہے ہیں ایک نو مسلم تھا جو مسلمان تو ہو گیا تھا لیکن آپ سے آ کے نشان دکھانے کی درخواست کی تھی۔ اس پر آپ نے یہ تفصیل سے اس کو سمجھایا تھا کہ نشان کا کیا کہتے ہو؟ یہ یہ نشان پورے ہوئے اور تمہارا آنا بھی ایک نشان ہے اور آج تو ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک میں یہ نشانات ظاہر ہو رہے ہیں۔

پھر بیماری سے شفا کے نشانات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’سردار نواب محمد علی خانصاحب رئیس مالیر کوٹلہ کا لڑکا عبدالرحیم خاں ایک شدید محرقہ تپ کی بیماری سے بیمار ہو گیا تھا (بڑا تیز بخار تھا) اور کوئی صورت جانبری کی دکھائی نہیں دیتی تھی گویا مُردہ کے حکم میں تھا۔ اسوقت میں نے اسکے لئے دعا کی تو معلوم ہوا کہ تقدیر مبرم کی طرح ہے۔ تب میں نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ یا الٰہی میں اس کے لئے شفاعت کرتا ہوں۔ اسکے جواب میں خدا تعالیٰ نے فرمایا مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ اِلَّا بِاِذْنِہٖ۔ یعنی کس کی مجال ہے کہ بغیر اذن الٰہی کے کسی کی شفاعت کر سکے۔ تب میں خاموش ہو گیا۔ بعد اس کے بغیر توقف کے یہ الہام ہوا۔ اِنَّکَ اَنْتَ الْمَجَازُ۔ یعنی تجھے شفاعت کرنے کی اجازت دی گئی۔ تب میں نے بہت تضرع اور ابتہال سے دعا کرنی شروع کی تو خدا تعالیٰ نے میری دعا قبول فرمائی اور لڑکا گویا قبر میں سے نکل کر باہر آیا اور آثار صحت ظاہر ہوئے اور اس قدر لاغر ہو گیا تھا کہ مدت دراز کے بعد وہ اپنے اصلی بدن پر آیا اور تندرست ہو گیا اور زندہ موجود ہے۔‘‘ (حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 229-230)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام بیان فرماتے ہیں کہ

’’بشیر احمد میرا لڑکا (یہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کی بات ہے) آنکھوں کی بیماری سے ایسا بیمار ہو گیا تھا کہ کوئی دوا فائدہ نہیں کر سکتی تھی اور بینائی جاتے رہنے کا اندیشہ تھا۔ جب شدت مرض انتہاء تک پہنچ گئی تب مَیں نے دعا کی تو الہام ہوا۔ بَرَّقَ طِفْلِیْ بَشِیْر۔ یعنی میرا لڑکا بشیر دیکھنے لگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن وہ شفایاب ہو گیا۔ یہ واقعہ بھی قریباً سو آدمی کو معلوم ہو گا۔‘‘

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 240)

پھر مخالفین کے ہلاک ہونے کے نشانات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’اکہتر واں نشان جو کتاب سرّ الخلافہ کے صفحہ 62 میں مَیں نے لکھا ہے یہ ہے کہ مخالفوں پر طاعون پڑنے کے لئے مَیں نے دعا کی تھی یعنی ایسے مخالف جن کی قسمت میں ہدایت نہیں۔ سو اس دعا سے کئی سال

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing , Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings,Wills & Probate, Criminal Litigation .

Contact: Anas A.Khan, John Thompson , Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) & David Wilson.

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile*: 07702896350 -- *24hrs Crime Line: 07533667921

بعداس ملک میں طاعون کا غلبہ ہوااور بعض سخت مخالف اس دنیا سے گذر گئے اور وہ دعا یہ تھی

وَخُذْرَبِّ مَنْ عَادَی الصلاحَ و مفسدًا
ونَزِّلْ علیہ الرِّجْزَ حقًّا و دَمِّرِ

کہ اے میرے خدا جو شخص نیک راہ اور نیک کام کا دشمن ہے اور فساد کرتا ہے اس کو پکڑ اور اس پر طاعون کا عذاب نازل کر اور اس کو ہلاک کر دے۔

و فَرِّجْ کُروبی یا کریمی و نَجِّنی
ومَزِّقْ خَصِیْمِیْ یَا الٰھی و عَفِّرِ

اور میری بیقراریاں دور کر اور مجھے غموں سے نجات دے اے میرے کریم۔ اور میرے دشمن کو ٹکڑے ٹکڑے کر اور خاک میں ملا دے۔

اور پھر کتاب اعجاز احمدی میں یہ پیشگوئی تھی۔

اذا ما غضبنا غاضب اللّٰہ صائلاً
علٰی معتدٍ یؤذی و بالسّوء یجھر

جب ہم غضبناک ہوں تو خدا اس شخص پر غضب کرتا ہے جو حد سے بڑھ جاتا ہے اور کھلی کھلی بدی پر آمادہ ہوتا ہے۔

ویأتی زمان کاسرٌ کُلّ ظالم
وھل یھلکنّ الیوم الا المدَمّرُ

اور وہ زمانہ آ رہا ہے کہ ہر ایک ظالم کو توڑے گا اور وہی ہلاک ہونگے جو اپنے گناہوں کے باعث ہلاک ہو چکے ہیں۔

وانّی لشرّ النّاس ان لم یکن لھم
جزاء اھانتھم صغارٌ یصغّر

اور میں سب لوگوں سے بدتر ہوں گا اگر ان کے لئے اہانت کی جزا اہانت نہ ہو

قضی اللّٰہ انّ الطعن بالطعن بیننا
فذالک طاعون اتاھم لیبصروا

خدا نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ طعن کا بدلہ طعن ہے پس وہی طاعون ہے جو ان کو پکڑے گی

ولمّا طغی الفسق المبید بسیلہ
تمنّیت لو کان الوباء المتبّر

اور جب فسق ہلاک کرنے والا حد سے بڑھ گیا تو میں نے آرزو کی کہ اب ہلاک کرنیوالی طاعون چاہئے

اور اس کے بعد یہ الہام ہوا۔ ع اے بسا خانۂ دشمن کہ تو ویران کردی۔ (فارسی میں یعنی تو نے کئی دشمنوں کے گھر ویران کئے) اور یہ الحکم اور البدر میں شائع کیا گیا اور پھر مذکورہ بالا دعائیں جو دشمنوں کی سخت ایذاء کے بعد کی گئیں جناب الٰہی میں قبول ہو کر پیشگوئیوں کے مطابق طاعون کا عذاب ان پر آگ کی طرح برسا اور کئی ہزار دشمن جو میری تکذیب کرتا اور بدی سے نام لیتا تھا ہلاک ہو گیا۔ لیکن اس جگہ ہم نمونہ کے طور پر چند سخت مخالفوں کا ذکر کرتے ہیں۔ چنانچہ سب سے پہلے مولوی رسل بابا باشندۂ امرتسر ذکر کے لائق ہے جس نے میرے ردّ میں کتاب لکھی اور بہت سخت زبانی دکھائی اور چند روزہ زندگی سے پیار کر کے جھوٹ بولا۔ آخر خدا کے وعدہ کے موافق طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اسکے ایک شخص محمد بخش نام جو ڈپٹی انسپکٹر بٹالہ تھا عداوت اور ایذا پر کمربستہ ہوا وہ بھی طاعون سے ہلاک ہوا۔ پھر بعد اس کے ایک شخص چراغ دین نام ساکن جموں اٹھا جو رسول ہونے کا دعویٰ کرتا تھا جس نے میرا نام دجّال رکھا تھا اور کہتا تھا کہ حضرت عیسیٰ نے مجھے خواب میں عصا دیا ہے تا میں عیسیٰ کے عصا سے اس دجال کو ہلاک کروں۔ سو وہ بھی میری اس پیشگوئی کے مطابق جو خاص اسکے حق میں رسالہ ''دافع البلاء و معیار اھل الاصطفاء'' میں اسکی زندگی میں ہی شائع کی گئی تھی 4/اپریل 1906ء کو مع اپنے دونوں بیٹوں کے طاعون سے ہلاک ہو گیا۔ کہاں گیا عیسیٰ کا عصا جس کے ساتھ مجھے قتل کرتا تھا؟ اور کہاں گیا اس کا الہام اِنِّیْ لَمِنَ الْمُرْسَلِیْنَ؟ افسوس اکثر لوگ قبل تزکیہ نفس کے حدیث النفس کو ہی الہام قرار دیتے ہیں......'' (یعنی نفس کو پاکیزہ کرنے سے پہلے ہی، اپنے نفس کا تزکیہ کرنے سے پہلے ہی یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم بہت پاک ہو گئے ہیں اور جو اُن کی نفس کی خواہشات ہیں انہی کو الہام سمجھنے لگ جاتے ہیں۔) فرمایا'' ......اس لئے آخر کار ذلّت اور رسوائی سے انکی موت ہوتی ہے اور انکے سوا اور بھی کئی لوگ ہیں جو ایذا اور اہانت میں حد سے بڑھ گئے تھے اور خدا تعالیٰ کے قہر سے نہیں ڈرتے تھے اور دن رات ہنسی اور ٹھٹھا اور گالیاں دینا ان کا کام تھا آخر کار طاعون کا شکار ہو گئے جیسا کہ منشی محبوب عالم صاحب احمدی لاہور سے لکھتے ہیں کہ ایک میرا چچا تھا جس کا نام نور احمد تھا وہ موضع بھڑی چٹھہ تحصیل حافظ آباد کا باشندہ تھا اس نے ایک دن مجھے کہا کہ مرزا صاحب اپنی مسیحیت کے دعوے پر کیوں کوئی نشان نہیں دکھلاتے......'' حضرت مسیح موعود علیہ السلام ان کی طرف سے بیان دے رہے ہیں کہ محبوب عالم صاحب کہتے ہیں ''......میں نے کہا کہ ان کے نشانوں میں سے ایک نشان طاعون ہے جو پیشگوئی کے بعد آئی جو دنیا کو کھاتی جاتی ہے۔ تو اس بات پر وہ بول اٹھا کہ طاعون ہمیں نہیں چھوئے گی بلکہ یہ طاعون مرزا صاحب کو ہی ہلاک کرنے کے لئے آئی ہے۔ اور اس کا اثر ہم پر ہرگز نہیں ہوگا، مرزا صاحب پر ہی ہوگا۔ اسی قدر گفتگو پر بات ختم ہو گئی......''۔ تو منشی محبوب عالم صاحب کہتے ہیں کہ'' ......جب میں لاہور پہنچا تو ایک ہفتہ کے بعد مجھے خبر ملی کہ چچا نور احمد طاعون سے مر گئے اور اس گاؤں کے بہت سے لوگ اس گفتگو کے گواہ ہیں اور یہ ایسا واقعہ ہے کہ چُھپ نہیں سکتا۔''

پھر آپ فرماتے ہیں:

''اور میاں معراج الدین صاحب لاہور سے لکھتے ہیں کہ مولوی زین العابدین جو مولوی فاضل اور منشی فاضل کے امتحانات پاس کردہ تھا اور مولوی غلام رسول قلعہ والے کے رشتہ داروں میں سے تھا اور دینی تعلیم سے فارغ التحصیل تھا اور انجمن حمایت اسلام لاہور کا ایک مقرب مدرس تھا۔ اُس نے حضور کے صدق کے بارہ میں مولوی محمد علی سیالکوٹی سے کشمیری بازار میں ایک دوکان پر کھڑے ہو کر مباہلہ کیا۔ پھر تھوڑے دنوں کے بعد بمرض طاعون مر گیا اور نہ صرف وہ بلکہ اسکی بیوی بھی طاعون سے مر گئی اور اس کا داماد بھی جو محکمہ اکونٹنٹ جنرل میں ملازم تھا طاعون سے مر گیا۔ اسی طرح اس کے گھر کے سترہ آدمی مباہلہ کے بعد طاعون سے ہلاک ہو گئے۔''

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ'' یہ عجیب بات ہے، کیا کوئی اس بھید کو سمجھ سکتا ہے کہ ان لوگوں کے خیال میں کاذب اور مفتری اور دجّال تو میں ٹھہرا مگر مباہلہ کے وقت میں یہی لوگ مرتے ہیں۔ کیا نعوذ باللہ خدا سے بھی کوئی غلط فہمی ہو جاتی ہے؟ ایسے نیک لوگوں پر کیوں یہ قہر الٰہی نازل ہے۔ جو موت بھی ہوتی ہے اور پھر ذلّت اور رسوائی بھی'' آپ فرماتے ہیں'' اور میاں معراج دین لکھتے ہیں کہ ایسا ہی کریم بخش نام لاہور میں ایک ٹھیکہ دار تھا وہ سخت بے ادبی اور گستاخی حضور کے حق میں کرتا تھا اور اکثر کرتا ہی رہتا تھا۔ میں نے کئی دفعہ اس کو سمجھایا مگر وہ باز نہ آیا۔ آخر جوانی کی عمر میں ہی شکارِ موت ہوا۔''

پھر آپ فرماتے ہیں کہ'' سید حامد شاہ صاحب سیالکوٹی لکھتے ہیں کہ حافظ سلطان سیالکوٹی حضور کا سخت مخالف تھا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے ارادہ کیا تھا کہ سیالکوٹ میں آپ کی سواری گذرنے پر آپ پر راکھ ڈالے۔ آخر وہ سخت طاعون سے اسی 1906ء میں ہلاک ہوا اور اس کے گھر کے نو یا دس آدمی بھی طاعون سے ہلاک ہوئے۔ ایسا ہی شہر سیالکوٹ میں یہ بات سب کو معلوم ہے کہ حکیم محمد شفیع جو بیعت کر کے مرتد ہو گیا تھا جس نے مدرسۃ القرآن کی بنیاد ڈالی تھی آپ کا سخت مخالف تھا یہ بدقسمت اپنی اغراضِ نفسانی کی وجہ سے بیعت پر قائم نہ رہ سکا اور سیالکوٹ کے محلّہ لوہاراں کے لوگ جو سخت مخالف تھے عداوت اور مخالفت میں ان کا شریک ہو گیا۔ آخر وہ بھی طاعون کا شکار ہوا اور اس کی بیوی اور اس کی والدہ اور اس کا بھائی سب یکے بعد دیگرے طاعون سے مرے اور اس کے مدرسہ کو جو لوگ امداد دیتے تھے وہ بھی ہلاک ہو گئے۔''

پھر فرمایا کہ'' ایسا ہی مرزا سردار بیگ سیالکوٹی جو اپنی گندہ زبانی اور شوخی میں بہت بڑھ گیا تھا اور ہر وقت استہزا اور ٹھٹھہ اس کا کام تھا اور ہر ایک بات طنز اور شوخی سے کرتا تھا وہ بھی سخت طاعون میں گرفتار ہو کر ہلاک ہوا اور ایک دن اس نے شوخی سے جماعت احمدیہ کے ایک فرد کو کہا کہ کیوں طاعون کرتے ہو ہم تو تب جانیں کہ ہمیں طاعون ہو۔ پس اس سے دو دن بعد طاعون سے مر گیا۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد22 صفحہ 238-235)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ

'' مجھے بھیجا گیا ہے تا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کھوئی ہوئی عظمت کو پھر قائم کروں اور قرآن شریف کی سچائیوں کو دنیا کو دکھاؤں اور یہ سب کام ہو رہا ہے لیکن جن کی آنکھوں پر پٹی ہے وہ اس کو دیکھ نہیں سکتے۔ حالانکہ اب یہ سلسلہ سورج کی طرح روشن ہو گیا ہے اور اس کی آیات ونشانات کے اس قدر لوگ گواہ ہیں کہ اگر ان کو ایک جگہ جمع کیا جائے تو ان کی تعداد اس قدر ہو کہ روئے زمین پر کسی بادشاہ کی بھی اتنی فوج نہیں ہے۔'' (ملفوظات جلد3 صفحہ 9 مطبوعہ ربوہ)

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

پھر آپ نے ایک جگہ پر فرمایا کہ
''خدا نے مجھے اصلاح کرنے کے لئے مامور کر کے بھیجا اور میرے ہاتھ پر وہ نشان دکھلائے کہ اگر ان پر ایسے لوگوں کو اطلاع ہو جن کی طبیعتیں تعصب سے پاک اور دلوں میں خدا کا خوف ہے اور عقل سلیم سے کام لینے والے ہیں تو وہ ان نشانوں سے اسلام کی حقیقت بخوبی شناخت کر لیں۔ وہ نشان ایک دو نہیں بلکہ ہزارہا نشان ہیں جن میں سے بعض ہم اپنی کتاب حقیقۃ الوحی میں لکھ چکے ہیں۔ جب سن ہجری کی تیرھویں صدی ختم ہو چکی تو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجا اور آدم سے لے کر اخیر تک جس قدر نبی گذر چکے ہیں سب کے نام میرے نام رکھ دیئے اور سب سے آخری نام میرا عیسیٰ موعود اور احمد اور محمد معہود رکھا۔ اور دونوں ناموں کے ساتھ ساتھ بار بار مجھے مخاطب کیا۔ ان دونوں ناموں کو دوسرے لفظوں میں مسیح اور مہدی کر کے بیان کیا گیا۔

اور جو معجزات مجھے دیئے گئے بعض ان میں سے وہ پیشگوئیاں ہیں جو بڑے بڑے غیب کے امور پر مشتمل ہیں کہ بجز خدا کے کسی کے اختیار اور قدرت میں نہیں کہ ان کو بیان کر سکے اور بعض دعائیں ہیں جو قبول ہو کر ان سے اطلاع دی گئی اور بعض بددعائیں ہیں جن کے ساتھ شریر دشمن ہلاک کئے گئے اور بعض دعائیں از قسم شفاعت ہیں جن کا مرتبہ دعا سے بڑھ کر ہے اور بعض مباہلات ہیں جن کا انجام یہ ہوا کہ خدا نے دشمنوں کو ہلاک اور ذلیل کیا اور بعض صلحائے زمانہ کی وہ شہادتیں ہیں جنہوں نے خدا سے الہام پا کر میری سچائی کی گواہی دی۔ اور بعض ایسے صلحائے اسلام کی شہادتیں ہیں جو میرے ظہور سے پہلے فوت ہو چکے تھے جنہوں نے میرا نام لے کر اور میرے گاؤں کا نام لے کر گواہی دی تھی کہ وہی مسیح موعود ہے جو جلد آنے والا ہے اور بعض نے ایسے وقت میں میرے ظہور کی خبر دی تھی جب کہ میں ابھی پیدا بھی نہیں ہوا تھا اور بعض نے میرے ظہور کے بارے میں ایسے وقت میں خبر دی تھی جب کہ میری عمر شاید دس یا بارہ برس کی ہو گی اور اپنے بعض مریدوں کو بتلا دیا تھا کہ تم اس قدر عمر پاؤ گے.....'' (ان بزرگوں نے بعض مریدوں کو بتلا دیا تھا) ''.....کہ تم اس قدر عمر پاؤ گے کہ ان کو دیکھ لو گے اور جو نشانیاں زمانہ مہدی معہود کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کی تھیں جیسا کہ اس کے زمانہ میں کسوف خسوف رمضان میں ہونا اور طاعون کا ملک میں پھیلنا یہ تمام شہادتیں میرے لئے ظہور میں آ گئیں اور اس وقت تک چودھویں صدی کا بھی میں نے چہارم حصہ پا لیا۔ یہ اس قدر دلائل اور شواہد ہیں کہ اگر وہ سب کے سب لکھے جائیں تو ہزار جزو میں بھی سما نہیں سکتے۔''

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 329-328)

یہ اقتباس چشمہ معرفت کا ہے، اس سے پہلے جو تھا وہ حقیقۃ الوحی کا تھا۔ ان اقتباسات میں مخالفین کے انجام کے بارے میں بھی ذکر ہوا جو نشان پورا ہونے کا ذریعہ بن کر اپنے بد انجام کو پہنچے، اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ بعض دوسرے قبولیت دعا اور نشانات کا بھی ذکر ہوا۔ اب میں قبول احمدیت کے چند واقعات پیش کرتا ہوں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں لوگوں کی رہنمائی فرمائی۔

حضرت شیخ محمد افضل صاحب فرماتے ہیں کہ ''جس وقت خاکسار کی عمر بارہ سال کی تھی اور گو ہمارے خاندان میں میرے تایا حکیم شیخ عباد اللہ صاحب اور میرے تایا زاد بھائی شیخ کرم الٰہی صاحب حضرت صاحب سے بیعت تھے مگر خادم نے نہ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا تھا اور نہ ہی حضور کا فوٹو دیکھا تھا۔ خواب دیکھا کہ میرے جسم کی تمام جان نکل گئی ہے مگر دماغ میں سمجھنے کی اور آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت باقی ہے۔ میرے سامنے ایک بزرگ بیٹھے ہیں اور ان کے پیچھے گھٹنوں تک قدم مبارک دکھائی دیتے ہیں۔ (یعنی ایک بزرگ پیچھے بیٹھے ہیں اور پیچھے قدم نظر آ رہے ہیں گھٹنوں تک) میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ بزرگ جو بیٹھے تیری طرف دیکھ رہے ہیں مرزا صاحب ہیں اور پچھلی طرف جو قدم مبارک نظر آتے ہیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہیں۔ میری آنکھ کھل گئی۔ صبح میں نے مرتضیٰ خان ولد مولوی عبداللہ خان صاحب جو ان دنوں لاہوری جماعت میں شامل ہیں، سے تعبیر دریافت کی تو انہوں نے فرمایا کہ تم کو مرزا صاحب کی بدولت رسول کریم محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی حاصل ہو گی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اور میں خدا کی قسم کھا کر تحریر کرتا ہوں کہ جب 1905ء میں میں بیعت ہوا تو حضور وہی تھے جو خواب میں میری طرف دیکھ رہے تھے۔ اس طرح سے خدا جس کو چاہتا ہے سچا راستہ دکھا دیتا ہے۔''

(رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 7 صفحہ نمبر 219-218 روایت حضرت شیخ محمد افضل صاحبؓ)

پھر حضرت نظام الدین صاحب فرماتے ہیں کہ ''میں ابھی بیعت میں داخل نہیں ہوا۔ نماز عصر مسجد مبارک سے پڑھ کر...... پرانی سیڑھیوں سے جب نیچے اترا تو ابھی سقفی ڈیوڑھی میں تھا (یعنی جو چھتا ہوا باہر کمرہ ہے، اسی میں تھا) کہ دو آدمی بڑے معزز سفید پوش جوان قد والے ملے جو مجھے سوال کرتے ہیں کہ مرزا صاحب کا پتہ مہربانی کر کے بتلائیں کہ کہاں ہیں؟ ہم بہت دور دراز سے سفر طے کر کے یہاں پہنچے ہیں۔ تو میں نے کہا آؤ میں بتلا دوں۔ انہوں نے کہا نہیں آپ ہمارے پیچھے ہو جائیں اوپر ہیں (اگر آپ اوپر ہیں) تو ہم پہنچا دیں گے۔ تب میں ان کے پیچھے ہو لیا۔ وہ میرے آگے آگے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے چلے گئے۔ آگے اجلاس لگا ہوا تھا اور حضور دستار مبارک سر سے اتارے ہوئے بے تکلف حالت میں بیٹھے ہوئے تھے......'' (آگے لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارد گرد بیٹھے ہوئے تھے اور آپ بھی بیٹھے تھے، پگڑی اتاری ہوئی تھی۔ کہتے ہیں) ''جاتے ہوئے ان میں سے ایک شخص نے حضور کو جاتے ہی پوچھا کہ آپ کا نام غلام احمد ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ پھر اس نے کہا۔ آپ کا دعویٰ مسیح موعود کا ہے؟ حضور نے فرمایا ہاں۔ تو پھر اس نے کہا کہ پہلے آپ کو السلام علیکم، جناب حضرت رسول مقبول محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور پھر میری طرف سے۔ اور میں فلاں دن حضوری میں تھا تب رسول خدا کا ہاتھ مبارک حضور کے دائیں کندھے پر تھا اور فرمایا ھٰذا مسیح۔ ان کی بیعت کرو اور میرا اسلام کہو۔'' (رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 7 صفحہ نمبر 190-189 روایت حضرت نظام الدین صاحبؓ) یعنی یہ خواب میں انہوں نے دیکھا تھا جو بیان کر رہے ہیں کہ اس طرح میں نے دیکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کندھے پر تھا، آپؐ نے فرمایا کہ ھٰذا مسیح۔ سلام کرو اس لئے میں آیا ہوں اور سلام پہنچا رہا ہوں۔ اور پھر انہوں نے بیعت کی۔

حضرت حکیم عطاء محمد صاحب فرماتے ہیں کہ ''...بعد بیعت چند دن قادیان رہا اور پھر حضور سے اجازت حاصل کر کے واپس لاہور آ گیا اور صوفی احمد دین صاحب ڈوری باف نے احمدیہ جماعت کے احباب سے ملاقات کرائی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک صاحب نے محبت سے فرمایا کہ پھر محمد صاحب قادیان آ گئے ہیں۔ اس بات کو سن کر مجھے حیرانی ہوئی اور دعا کی کہ یا الٰہی اس جماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوبارہ آ گئے ہیں اور مرزا صاحب محمد کیسے ہو سکتے ہیں؟ میں نے خواب میں دیکھا کہ اقدس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کھڑے ہیں اور آسمان سے ایک فرشتے نے اتر کر مجھ سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا یہ مرزا صاحب ہیں۔ پھر میں نے دیکھا کہ آسمان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اترا اور وہ نور حضرت مسیح موعود کے دماغ میں داخل ہوا۔ پھر تمام جسم میں سرایت کر گیا اور حضور کا چہرہ اس نور سے پُر نور ہو گیا۔ پھر اس فرشتے نے کہا کہ یہ کون ہیں؟ میں نے کہا کہ پہلے تو مرزا صاحب تھے اب واقعی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہو گئے ہیں۔'' (رجسٹر روایات صحابہؓ غیر مطبوعہ رجسٹر نمبر 7 صفحہ نمبر 176 روایت حضرت حکیم عطاء محمد صاحبؓ)

یہ تو لوگوں کے چند پرانے واقعات تھے کہ کس طرح انہوں نے خوابیں دیکھیں اور بیعت ہوئی لیکن حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے رہنمائی اور نشانات کا یہ سلسلہ جاری رہے گا جب تک کہ یہ سلسلہ کمال تک نہ پہنچ جائے۔ (ماخوذ از چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 332) پس آپ کی یہ پیشگوئی آج بھی کس شان سے پوری ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کس طرح یہ نشان دکھا رہا ہے۔ ہزاروں میل دور رہنے والے بھی اس بات کے گواہ ہیں کہ کس طرح اللہ تعالیٰ ان کی رہنمائی فرماتا ہے۔ ان کے چند واقعات بھی پیش کرتا ہوں۔

مالی کے علاقے Bala میں تیجانیہ فرقے کے بڑے امام صاحب ہیں۔ ان کے والد کے ذریعہ سے اس علاقے کے 93 گاؤں مسلمان ہوئے تھے۔ اپنے والد صاحب کی وفات کے بعد یہ جانشین بنے اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے کچھ عرصہ قبل انہیں احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی۔ آدم صاحب بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے گھر ان کے کمرے میں تشریف لائے ہیں۔ وہ حضور کے ساتھ کمرے میں ہیں جبکہ باہر بہت سے علماء حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں عرض کیا کہ باہر علماء آپ کا انتظار کر رہے ہیں حضور باہر تشریف لاتے ہیں اور تمام غیر احمدی علماء کے سروں سے ٹوپیاں اتار دیتے ہیں اور صرف میرے سر پر ٹوپی رہنے دیتے ہیں۔

اس جگہ ان کے مریدوں کے کئی گاؤں ہیں۔ احمدیت قبول کرنے کے بعد یہ ہمارے معلمین کے ساتھ اپنے مریدوں کے وہاں جتنے بھی گاؤں تھے۔ ان میں گاؤں گاؤں جاتے ہیں اور اللہ کے فضل سے اب تک چالیس سے زائد گاؤں احمدیت قبول کر چکے ہیں۔

پھر برکینا فاسو کے ایک جیارا بخاری صاحب (Jiara Boukhari) نے ریڈیو میں فون کیا۔ وہاں ہمارے مختلف ریڈیو سٹیشن کام کرتے ہیں۔ کہ میں نے آپ کی تبلیغ سنی۔ جس میں کہا گیا تھا کہ اگر آپ نے یہ دیکھنا ہو کہ امام مہدی جو آنے والا ہے وہ یہی ہے یا نہیں تو خود حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے لئے یہ طریق فیصلہ بتایا ہے کہ اس کیلئے استخارہ کریں۔ چنانچہ اس دن سے میں نے بھی استخارہ شروع کر دیا اور استخارہ کرتے ہوئے ابھی ایک ہفتہ ہی گزرا تھا کہ خواب میں ایک ٹینٹ کے نیچے دو نورانی آدمیوں کو دیکھا۔ خواب میں ہی ان کے دوست نے کہا کہ جو دائیں طرف والے ہیں وہ امام مہدی ہیں اور دوسرے آدمی کا ان کو پتا نہیں چلا۔ تو کہتے ہیں کہ اس کے بعد ان پر واضح ہو گیا کہ آنے والا امام مہدی سچا ہے۔ اگر وہ نعوذ باللہ جھوٹا ہوتا تو میرے استخارے کے جواب میں میری خواب میں کیسے آ جاتا۔ اس لئے میں نے بیعت کر لی۔

پھر مصر سے ایک خاتون نے مجھے لکھا۔ وہ لکھتی ہیں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مجھے بعض خوبیوں سے نوازا ہے۔ چنانچہ میں نے خواب میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اور آپ کو دیکھا ہے اور

خدا کی قسم ہے کہ مجھے اس وقت یہ بھی علم نہ تھا کہ اس وقت دنیا میں کوئی خلیفہ بھی موجود ہے۔ میں صرف استخارہ کررہی تھی تو خدا تعالیٰ نے مجھے یہ دونوں شخصیات دکھائیں لیکن شیطان نے مجھے بہکا دیا اور اب خدا کا شکر ہے کہ اس نے مجھے حق قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اس بہکاوے سے میں باہر نکل آئی۔ میری استقامت اور مغفرت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو استقامت بخشے۔

پھر مراکش کی ایک خاتون فاہمی صاحبہ ہیں، وہ کہتی ہیں لقاء مع العرب کے ذریعہ سے تعارف ہوا۔ پھر لکھتی ہیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی بات گوکہ مدلل اور مطمئن کرنے والی ہوتی تھی اس کے باوجود تقریباً ہر پروگرام میں ہی وہ استخارہ کرنے اور خدا تعالیٰ سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچائی کے بارے میں دعا کرنے کی طرف بھی توجہ دلاتے تھے۔ چنانچہ میں نے استخارہ شروع کیا اور خواب میں دیکھا کہ ایک وسیع علاقے میں لمبا اور بہت بڑا خیمہ لگا ہوا ہے اس خیمہ میں ایک شخص بہت غمزدہ اور حزین بیٹھا ہوا ہے۔ اتنے میں ایک شخص اس کے پاس آتا ہے اور پوچھتا ہے کہ تم اتنے دکھی کیوں ہو؟ وہ جواب دیتا ہے کہ میں مسیح موعود ہوں میں لوگوں کو سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہوں لیکن لوگ میری تصدیق نہیں کرتے۔ اس پر سوال کرنے والا شخص اسے کہتا ہے کہ میں تیری تصدیق کرتا ہوں۔ میں محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔ اس رؤیا کے بعد میں نے کہا۔ اب جو ہونا ہے ہو جائے۔ اب مجھے کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے۔ چنانچہ میں نے فوراً بیعت کرلی اور بیعت کے ساتھ ہی پردہ کرنا بھی شروع کردیا۔ پھر یہ یہاں بھی آئی تھیں۔ جلسہ کا جو نظارہ انہوں نے دیکھا اور خیمہ دیکھا۔ تو کہتی ہیں یہ ہوبہو وہی خیمہ تھا جہاں انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اکیلے بیٹھے دیکھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آکر آپ کو فرمایا تھا کہ میں آپ کی تصدیق کرتا ہوں۔

پھر مالی سے عبداللہ صاحب معلم تحریر کرتے ہیں باماکو (Bamako) کے استاد (Dambele) دامبلے صاحب ہیں۔ وہ احمدیت کے سخت مخالف تھے۔ جب بھی وہ احمدیہ ریڈیو ٹیلیفون کرتے تو جماعت کو گالیاں نکالنے لگ جاتے اور اگر انہیں ٹیلیفون کیا جاتا تو پھر بھی جماعت کو سخت گالیاں دیتے۔ اسی طرح کرتے ہوئے انہیں کافی عرصہ گزر گیا۔ ایک دن انہوں نے روتے ہوئے احمدیہ ریڈیو ٹیلیفون کیا جس کا نام ’ربوہ FM‘ ہے، اور بتایا کہ انہوں نے ایک رات پہلے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا تھا اور جو نور اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ دیکھا ہے وہ پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ لہٰذا اب وہ جماعت سے صدقِ دل سے معافی مانگتے ہیں اور وہ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر احمدیوں نے اسے معاف نہ کیا تو خدا بھی معاف نہیں کریگا۔ اس پر معلم صاحب نے انہیں احمدیت میں شامل ہونے کی دعوت دی کہ حق واضح ہوگیا ہے تو اب بیعت کریں۔ چنانچہ انہوں نے احمدیت قبول کی اور احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شامل ہوئے۔

پھر مالی ریجن کولی کورو (Koulikoro) سے یوسف صاحب، یہ معلم ہیں، بیان کرتے ہیں کہ ہمارے ریجن کولیکورو (Koulikoro) کے گاؤں جالا کروجی (Jala Koroji) کے ایک بزرگ پیدائشی مسلمان تھے۔ مگر مسلمان فرقوں کی طرف دیکھ کر انھیں سمجھ نہیں آتی تھی کون سا فرقہ خدا کی طرف سے ہے۔ بہت عرصہ حق کی تلاش کرتے رہے مگر آپ کو کہیں بھی حق نہ ملا۔ ایک دن جب آپ نے احمدیہ ریڈیو ’ربوہ‘ لگایا تو اس پر معلم صاحب نے اپنی تقریر میں بیان کیا کہ اگر کوئی سچے مذہب کو جاننا چاہتا ہے تو خدا سے دعا کرے وہ خود اسکی راہنمائی کردے گا۔ یہ طریق آپ کو بہت پسند آیا اور آپ نے اس پر عمل کرنے کے لئے چلہ کرنے کا ارادہ کیا۔ اس کے بعد آپ نے نیت کی کہ جب تک خدا آپ کی راہنمائی نہ کرے اس وقت تک آپ کسی سے بات نہ کریں گے اور خدا سے دعائیں کرتے رہیں گے۔ چنانچہ یہ چلہ ابھی کچھ دن ہی کیا تھا کہ ایک دن خدا نے آپ کو دکھایا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آپکے گھر نازل ہوئے ہیں اور پیار سے آپ کے بیٹے کے سر پر ہاتھ رکھا۔ یہ خواب دیکھتے ہی آپ کی آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد آپ کو یقین ہوگیا کہ تمام دنیا میں احمدی ہی حق پر ہیں۔ کیونکہ صرف یہی لوگ حضرت امام مہدی کی آمد کی خبر دیتے ہیں۔ اس خواب کے فوراً بعد آپ نے مالی کے جلسہ سالانہ میں شرکت کی اور وہاں حضرت امام مہدی کی تصویر کو دیکھ کر کہا کہ یہی حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو کہ آپ کے گھر تشریف لائے تھے اور پھر بیعت بھی کرلی۔

مالی سے ہمارے مربی سلسلہ بلال صاحب لکھتے ہیں کہ

احمدیہ ریڈیو سٹیشن سکاسو (Sikaso) میں ہمارے ایک احمدی بھائی تشریف لائے اور بتایا کہ ان کا ایک ہمسایہ آج ان کے گھر آیا اور رو رو کر معافی مانگنے لگا۔ جب اس نے ان سے وجہ پوچھی تو کہنے لگا کہ مجھے احمدیت سے شدید نفرت تھی اور جب بھی میں آپ لوگوں کا ریڈیو سنتا تھا تو سوائے گالیوں کے کچھ میرے منہ سے نہ نکلتا تھا۔ کل رات آپ کے مبلغ لائیو پروگرام کررہے تھے اور اس کو سنتے سنتے اور دل ہی میں برا بھلا کہتے ہوئے سو گیا۔ مگر رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میرے خواب میں تشریف لائے اور مجھے خوب ڈانٹا۔ میں نے خواب میں ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگی کہ رسول اللہ مجھے معاف کردیں۔ میں اب کبھی بھی احمدیوں کو برا بھلا نہیں کہوں گا اور آج سے میں بھی احمدی ہوں۔ اب اللہ کے فضل سے یہ بھائی پرجوش مبلغ بھی ہیں۔

مالی سے معلم عبداللہ صاحب لکھتے ہیں کہ باماکو (Bamako) میں ایک طالبعلم بکری تراؤرے (Bakary Tarore) صاحب نے انٹرنیٹ پر احمدیت کے بارے میں مطالعہ شروع کیا اور مطالعہ کرنے کے ساتھ انہوں نے انٹرنیٹ پر فرانس جماعت سے رابطہ کیا۔ جماعت احمدیہ فرانس نے انہیں باماکو مشن کا رابطہ دیا۔ چنانچہ اس طالبعلم نے معلم صاحب سے رابطہ کیا اور چند سوالات پوچھے۔ سوالات کے جواب ملنے پر اس طالبعلم کو جماعت کی سمجھ آگئی مگر اس نے بیعت نہ کی۔ ایک دن وہ طالبعلم معلم صاحب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ وہ بیعت کرنا چاہتا ہے کیونکہ اس نے رات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں دیکھا تھا جو اس کے گھر آئے تھے اور آپ علیہ السلام کے چہرہ پر نور رہی نور تھا اور وہ ایسا نور تھا کہ جیسا اس نے پہلے کہیں نہیں دیکھا۔ اس نے کہا کہ وہ اب نہ صرف بیعت کرتا ہے بلکہ جماعت کے ساتھ مل کر تبلیغ بھی کرے گا۔

پھر مالی ریجن کولیکورو سے وہاں کے مبلغ فاتح صاحب لکھتے ہیں کہ

میرے ریجن کولیکورو (Koulikoro) سے ایک بزرگ سعید کولیبالی صاحب (Saeed Coulibaly) ہمارے ریڈیو ’النور‘ آئے اور انہوں نے بتایا کہ ان کے آباء واجداد بت پرست تھے۔ اور ان سے بھی بتوں کی پوجا کروانا چاہتے تھے۔ مگر بچپن سے ہی آپ کی طبیعت بتوں کی پوجا کو پسند نہ کرتی تھی۔ چنانچہ جب آپ تھوڑے بڑے ہوئے تو انہوں نے بتوں کی پرستش سے صاف انکار کردیا۔ جس پر آپ کے والدین اور تمام دیگر رشتہ دار ناراض ہوگئے۔ انہوں نے اس مخالفت کی کچھ پرواہ نہیں کی اور اسلام قبول کرلیا۔ اسلام قبول کرنے کے بعد ان کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کا انتظار تھا۔ کہتے ہیں اس انتظار کے لمبا عرصہ بعد ایک دن خواب میں دیکھا کہ سفید رنگ کے ایک بزرگ مالی سے شمال کی جانب نازل ہوئے ہیں اور ان بزرگ کو دیکھنے کے لئے بہت سے لوگ اکٹھے ہوگئے ہیں۔ حضور علیہ السلام کا اتنا پرنور چہرہ کیونکہ آپ نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس لئے آپ نے بے اختیار ہوکر اپنے آپ سے پوچھا کہ یہ کون بزرگ ہیں؟ تو آپکے پیچھے کھڑے ایک شخص نے بتایا کہ یہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ہیں جو کہ نازل ہو چکے ہیں۔ یہ نظارہ دیکھتے ہی آنکھ کھل گئی۔ اس کے بعد سے آپ کو یقین ہوگیا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام آچکے ہیں۔ مگر جب آپ نے مسلمان فرقوں کی طرف دیکھا تو ان میں سے کوئی بھی حضرت امام مہدی علیہ السلام کی آمد کی خبر نہ دیتا تھا۔ اتفاقاً ایک دن آپ نے احمدیہ ریڈیو ’النور‘ لگایا تو اس پر حضرت امام مہدی کی آمد کی خبر بیان ہوئی۔ یہ خبر سنتے ہی ان کو یقین ہوگیا کہ یہی لوگ حق پر ہیں۔ اس خواب کے کچھ عرصہ بعد آپ نے احمدیہ مشن ہاؤس آکر اپنے تمام گھر والوں کے ساتھ بیعت کرلی اور جب یہاں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصویر دکھائی گئی تو تصویر دیکھتے ساتھ ہی کہنے لگے کہ یہی وہ حضرت امام مہدی ہیں جو کہ انہوں نے خواب میں دیکھے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے دس ہزار فرانک سیفا کی بڑی رقم بطور چندہ بھی ادا کی اور بتایا کہ اب وہ خدا کا شکر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے انہیں حق پہچاننے کی توفیق دی۔

یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں اللہ تعالیٰ کی تائیدات ہیں اور نشانات ہیں۔ اگر ان کو نشانات اور تائیدات نہ مانیں تو پھر کیا چیز ہے جو لوگوں کے دلوں میں ایک ہلچل مچا رہی ہے۔ کاش کہ دوسرے مسلمان بھی اس بات کو سمجھیں اور اس حقیقت کو جاننے کے لئے دعا کریں، اللہ تعالیٰ سے رہنمائی چاہیں اور مخالفت کے بجائے سیدھے راستے کی تلاش کی طرف جستجو زیادہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھی رہنمائی فرمائے۔ اللہ تعالیٰ ان کو یہ توفیق عطا فرمائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

’’خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اُس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی تمام ذریت کے آخری حملہ تھا اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزارہا نشان ایک جگہ جمع کردیئے لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے اور محض افترا کے طور پر ناحق کے اعتراض پیش کردیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ کسی طرح خدا کا قائم کردہ سلسلہ نابود ہو جائے مگر خدا چاہتا ہے کہ اپنے سلسلہ کو اپنے ہاتھ سے مضبوط کرے جب تک کہ وہ کمال تک پہنچ جاوے۔‘‘ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 332)

آخر میں پھر مسلمان امت مسلمہ اور مسلمان ممالک کے لئے دعا کی درخواست کروں گا۔ اللہ تعالیٰ ان میں، ان ملکوں میں امن اور سلامتی قائم فرمائے اور اس بات کو یہ تسلیم کرلیں کہ یہ امن وسلامتی اگر حقیقت میں قائم کرنی ہے تو اس کا صرف ایک ہی حل ہے، اللہ تعالیٰ نے جس کو امام مہدی بنا کر بھیجا ہے، جس کو امن قائم کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے اس کو یہ قبول کرلیں۔ اس مسیح محمدی کی پیروی کریں جس کی پیشگوئیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی فرمائی تھیں۔ تو یہی ایک حل ہے جو ان کی نجات کا ذریعہ ہے اور اس سے وہ فتنے اور فساد اور دکھوں سے رہائی پا سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق عطا فرمائے۔

روانڈا (مغربی افریقہ) سے چند اہم خبریں

(رپورٹس: عمران محمود۔ مبلغ سلسلہ روانڈا)

جلسہ سالانہ 2014ء کا کامیاب انعقاد

جماعت احمدیہ روانڈا امارت یوگنڈا کے ماتحت تربیتی وتبلیغی پروگرام کرنے میں مصروف ہے۔ اس جماعت کے احباب جلسے میں شرکت کے لیے لمبا سفر طے کر کے یوگنڈا

جایا کرتے تھے مگر 2013ء میں پہلی باران کو جلسہ سالانہ اپنے ملک میں کرنے کی توفیق ملی جس میں 214 افراد شامل ہوئے۔ الحمدللہ

امسال 23 مارچ کو روانڈا کے احباب نے ایک بڑی رقم اپنے پاس سے خرچ کر کے روانڈا کا دوسرا جلسہ کرنے کی توفیق پائی۔ خدا کے فضل سے جلسہ میں 521 احمدی وغیر احمدی احباب اور علاقے کے معززین شامل ہوئے۔ الحمدللہ

اس جلسہ کے لیے مکرم ومحترم افضال احمد رؤف صاحب امیر جماعت یوگنڈا وروانڈا اور مکرم محمد علی کائرے صاحب نائب امیر نے خصوصی طور پر شرکت کی۔ جلسہ کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم حسین روزندا صاحب متعلم معلم کلاس یوگنڈا نے کی۔

تلاوت کے بعد مکرم امیر صاحب نے حضور انور کا پیغام پڑھ کے سنایا جس کے بعد مکرم Swenyana Suleman نے 23 مارچ یوم مسیح موعودؑ کے حوالہ سے تقریر کی ور مہمانوں کو امام وقت کو ماننے کی دعوت دی۔

جلسہ کی دوسری تقریر خاکسار کی تھی۔ پھر Gatsibo district کے میئر نے مختصر خطاب کیا اور جماعت Namatete میں بننے والی مسجد کی مبارک باد دی اور جماعت کے محبت اور پیار کے پیغام کو بہت سراہا۔

اس جلسہ کی آخری تقریر وحدانیت کے موضوع پر مکرم محمد علی کائرے صاحب کی تھی۔

آخر پر مکرم امیر صاحب نے تمام مہمانوں اور کارکنان کا شکریہ ادا کیا اور انکے لئے دعا کی تحریک کی اور مکرم کائرے صاحب نے افتتاحی دعا کروائی۔

دعا کے بعد مہمانوں کے لئے کھانے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ اس جلسہ اور مسجد کے قیام سے پورے علاقے میں جماعت کا پیغام پھیلنے لگ گیا ہے۔ کھانے کے دوران بعض معززین علاقہ سوال جواب بھی کرتے رہے۔ آخر پر نماز ظہر وعصر با جماعت ادا کی گئیں۔

جلسہ کے دوران 5 افراد کو بیعت کرنے کی بھی توفیق ملی۔ الحمدللہ علی ذالک

دارالحکومت Kigali میں پہلی احمدیہ مسجد کا افتتاح

خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے جماعت احمدیہ روانڈا تبلیغی وتربیتی کاموں میں مصروف ہے۔

مکرم امیر ومشنری انچارج جماعت احمدیہ یوگنڈا و روانڈا مورخہ 20 مارچ کو یوگنڈا سے تشریف لائے اور اگلے روز روانڈا کے دارالحکومت Kigali میں بننے والی جماعت کی پہلی مسجد جسے حضور انور نے مسجد مبارک کا نام عطا فرمایا ہے جمعہ پڑھا کر افتتاح فرمایا۔ الحمدللہ

اگلے دن بروز ہفتہ احمدی احباب نے معززین علاقہ کو مدعو کیا اور رسمی طور پر مسجد کا افتتاح ہوا اور دعا کروائی گئی۔ مکرم امیر صاحب اور نیشنل صدر صاحب روانڈا نے تختی کی نقاب کشائی کی مکرم امیر صاحب نے اس موقع پر دعا کروائی۔ اس تقریب کے ذریعہ مسجد کے قیام کی غرض وغایت اور جماعت کا پیغام پہنچانے کا موقعہ ملا۔

جماعت احمدیہ مسلمہ کا تعارف و پیغام سننے کے بعد Sector Chief Kigali نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ میں یہی سمجھتا تھا کہ مسلمان انتہا پسند ہیں اور دوسروں کو قتل کرنا جائز سمجھتے ہیں مگر آج جماعت کا تعارف سن کر بہت اچھا لگا خسوصاً آپکا ماٹو ''محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں'' بہت دلکش ہے۔

موصوف نے جماعت کے فلاحی کاموں پر شکریہ بھی ادا کیا اور اس بات کا اظہار بھی کیا کہ زندگی میں پہلی بار کسی مسجد میں داخل ہوا ہوں اور اندر سے مسجد دیکھنے کا موقع ملا ہے ورنہ خوف ہی ہوتا تھا کہ نجانے مسلمان کیا سلوک کریں گے۔

اس تقریب کے دوران حاضرین کے سوالات کے جوابات بھی دیے گئے۔

ایک اور غیر احمدی دوست نے کہا کہ میں جماعت احمدیہ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہاں مسجد بنائی ہے کیونکہ یہاں بہت سے مسلمان ہیں اور صرف ایک مسجد ہے ہم سب اس مسجد کے بننے پر بہت خوش ہیں۔

خاص قابل ذکر بات یہ ہے کہ روانڈا ایک نئی جماعت ہے مگر احمدی احباب کا جوش وجذبہ قابل تعریف ہے۔ ابتک وہاں تین جماعتوں کا قیام اور دو خوبصورت مساجد کا قیام ہو چکا ہے۔ الحمدللہ

پہلی مسجد کی ضرورت kigali میں تھی اور وہاں ایک اچھی اور قیمتی جگہ کا خریدنا کافی مشکل تھا خدا تعالیٰ نے مکرم نیشنل صدر مکرم Adam Ghamire صاحب کے دل میں قربانی کا جذبہ پیدا کیا اور انہوں نے مسجد اور مشن ہاؤس کے لئے اپنی ملکیتی زمین وقف کردی۔ الحمدللہ

افتتاح کے موقع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے مکرم صدر صاحب نے فرمایا کہ آج سے پہلے مجھے اتنی خوشی کبھی نہیں ہوئی جتنی آج ہوئی ہے کیونکہ ایک وہ وقت تھا جب میں سوچتا تھا کہ روانڈا میں احمدیت کیسے آئے گی اور یہاں ہماری مسجد کیسے بنے گی اور آج اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ دن دکھایا ہے کہ ہم مسجد کا افتتاح کر رہے ہیں۔ اس موقع پر خوشی اور شکر کے جذبات مکرم صدر صاحب کے چہرے پر قابل دید تھے۔

ایک اور دلچسپ بات یہ ہے کہ یہاں کے غیر احمدی یہ کہتے ہیں کہ اتنی قیمتی جگہ محض خدا کے لیئے کوئی نہیں دے سکتا ضرور صدر صاحب نے جماعت سے کوئی بڑی رقم لی ہوگی۔

مگر وہ نادان یہ نہیں سمجھتے کہ اس زمانے میں خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو مال قربان کرنے والے ہی نہیں بلکہ جان نثار کرنے والے مددگار بھی عطا کیے ہیں جو آپؑ کی برکت سے لَنْ تَنَالُوْا الْبِرَّ حتّٰی تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ کے حقیقی معانی کو سمجھتے ہیں۔

اس افتتاحی تقریب میں 41 احمدی احباب اور 20 غیر از جماعت شامل ہوئے۔ الحمدللہ

اللہ تعالیٰ اس نئی مسجد کو اپنے حقیقی عبادت گزار بندوں سے بھر دے او مسجد کے لیے قربانی کرنے والوں کو اپنے بے انتہا فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

روانڈا کی دوسری مسجد کا افتتاح

مکرم امیر ومشنری انچارچ جماعت یوگنڈا و روانڈا نے مورخہ 23 مارچ کو روانڈا کی دوسری جماعت Namatete میں جماعت احمدیہ کی ایک اَور مسجد کا افتتاح فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے از راہ شفقت اس مسجد کو بیت الاحد کا نام عطا کیا ہے۔

تختی کی نقاب کشائی مکرم امیر صاحب اور نیشنل صدر صاحب جماعت روانڈا مکرم Adam Ghahamire صاحب نے کی جس کے بعد مکرم امیر صاحب نے مسجد کی تعمیر کا مقصد بیان کرتے ہوئے اسے نمازیوں سے بھرنے کی تحریک کی۔

اس موقع پر 160 احمدی اور 60 غیر از جماعت افراد شامل ہوئے۔ اس تقریب میں Gatsibo District کے میئر نے اپنے علاقے میں خوبصورت مسجد کی تعمیر پر جماعت کا شکریہ ادا کیا اور مسجد کی تعمیر کو علاقے کی ترقی کے لیے ایک نمایاں قدم قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ تمام قربانی کرنے والوں اور جملہ کارکنان کو اپنے خاص فضلوں سے نوازے۔ آمین

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

بقیہ: مذاہب عالم کانفرنس گلڈ ہال لندن از صفحہ 20

اور اُن حکومتوں کی مذمت کی ہے جو ملکی دفاع کو انسانیت پر ترجیح دیتی ہیں۔ مجھے خوشی ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے ایک ایسے معاشرہ کے قیام کیلئے جس کی بنیاد انصاف اور باہمی عزت و احترام پر ہو مختلف مذاہب کے لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی دعوت دی ہے۔

ہم ایک ایسی دنیا میں رہ رہے ہیں جو تضادات سے بھری پڑی ہے۔ بعض ممالک ترقی کی انتہا کو چھو گئے ہیں جبکہ لوگوں کی ایک بہت بڑی تعداد بھوک اور افلاس کی وجہ سے مر رہی ہے۔ ایک طرف ہم لاکھوں ٹن خوراک سمندر میں پھینک دیتے ہیں اور دوسری طرف کروڑوں لوگ ایسے ہیں جن کو کھانے کیلئے انتہائی مشکل کے ساتھ کچھ ملتا ہے۔ ایک طرف کروڑ پتی افراد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے تو دوسری جانب معاشرے کے بعض طبقات انتہائی غریب ہوگئے ہیں۔

ایک ایسی دنیا کے قیام کی ضرورت ہوگی جو جنگ کو ترک کردے اور امن کی خواہاں ہو، جو سب کو ساتھ لیکر ایک مشترکہ طور پر ترقی کرے، جو ناانصافی کے خلاف کھڑی ہوجائے اور معاشرتی انصاف کو فروغ دے۔ 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' ایک معنی خیز نعرہ ہے جس پر ہم سب کو عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اپنی طرف سے اور لوکل کونسل کی طرف سے اس اہم اور ضروری تقریب میں دعوت دینے پر آپ کا بہت شکر گزار ہوں۔'

❁ SANTIAGO CATALA RUBIO (سنتی آگو کتالہ روبیو) صاحب میڈرڈ (سپین) سے لندن کانفرس میں شامل ہونے کے لئے تشریف لائے، اور میڈرڈ یونیورسٹی میں ریلیجنز کے پروفیسر ہیں اور کئی کتابوں کے مصنف بھی ہیں۔ جماعت کے ساتھ قریبی تعلق ہے۔ دسمبر 2012 کو برسلز میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے ملاقات کرچکے ہیں۔

انہوں نے اس کانفرنس کے بارہ میں اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:

اگر عالمی مذاہب کی اس کانفرنس کے متعلق اپنے خیالات اور جذبات کا اظہار کرنے لگوں تو اس کانفرنس کی اہمیت اور مسلم جماعت احمدیہ کے پیغام کی اہمیت کو بیان کرنے میں کئی صفحات بھر جائیں۔

دنیا کی تاریخ میں مختلف مذاہب تنازعات کا باعث رہے ہیں۔ حتیٰ کہ آج کے دور میں بھی مختلف ثقافتوں (مشرق و مغرب، اسلام اور عیسائیت، ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک) کے مابین اختلاف موجود ہے۔ یہ اختلاف نفرت اور ظلم میں زیادتی کو ہوا دینے کیلئے بطور بہانہ پیش کیا جاسکتا ہے۔

لیکن احمدیہ مسلم جماعت کا نعرہ 'محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں' دنیا کے تمام مذاہب کا خلاصہ ہے۔ یہ نعرہ دنیا کے تمام مذاہب اور تمام لوگوں کو ان کے عقائد، حالات اور افکار سے بالا ہو کر یکجا کر دیتا ہے۔

ایک ایسے وقت میں جب مسلمانوں کا ایک خاص طبقہ لڑائی، نفرت، ظلم، دوسروں کی اور اپنی زندگیوں کو خطرے میں ڈالنے اور اپنے ہی لوگوں پر حملہ کرنے کی حمایت کر رہا ہے جماعت احمدیہ کا کردار انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ اس لئے اس قسم کی تقریبات کو عالمی سطح پر مذہبی اور نظریاتی کمیونٹیز میں بھرپور پذیرائی ملنی چاہئے۔

❁ Reverend Canon Dr. Anthony Cane جن کا تعلق Chichester Cathedral سے ہے کہتے ہیں:

'کچھ عرصہ پہلے لوگ یہ سمجھنے لگ گئے تھے کہ ہمیں مذہب کی ضرورت نہیں۔ میرا خیال ہے کہ یہ بات حتمی طور پر ثابت ہوچکی ہے کہ یہ بات سراسر بے بنیاد ہے۔'

❁ Stein Villumstad نے جو European Council for Religious Leaders کے جنرل سیکرٹری ہیں کہا:

'اس طرح مل جل کر بیٹھنا اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا ایک دوسرے کی بات کو حوصلے سے سننا اور پھر سب کا یہ تسلیم کرنا کہ ہم سب امن کے خواہاں ہیں ایک زبردست کامیابی ہے۔'

❁ Peter Quilter، جو West Surrey Commercial Banking کے ڈائریکٹر ہیں کہتے ہیں:

'میرے لیے ایسی تقریب میں شامل ہونا بہت ہی فائدہ مند ثابت ہوا جہاں آپ کو کسی کی شخصیت متاثر کر دے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ میں اس جگہ سے زندگی کا نیا ایک مقصد لے کر جا رہا ہوں۔'

❁ انگلستان میں گریناڈا کے ہائی کمشنر HE Joselyn Whiteman نے کہا:

'یہ بہت زبردست تقریب تھی۔ یہ خیال کہ اتنے سارے مذاہب ایک ہی چھت کے نیچے اس طرح اکٹھے ہو سکتے ہیں ہمارے ازدیادِ ایمان کا موجب بنتا ہے۔ اور اس کا ایک یہ بھی فائدہ ہے کہ ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ آج کل دنیا کے مسائل کے حل کے لئے لوگوں کو اکٹھا کس طرح کیا جا سکتا ہے۔'

❁ انگلستان کی کاؤنٹی سَرے کے علاقے سَٹن کے میئر Councillor Sean Brennan نے کہا:

'اس کانفرنس میں ہم سب کے لیے یہ پیغام ہے کہ تمام مذاہب اکٹھے بیٹھ کر بات کر سکتے ہیں۔ اور جب آپ ان کو اپنے اپنے مذہب کے بارے میں بات کرتے ہوئے سنتے ہیں تو ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ درحقیقت ہر ایک مذہب کی بنیادی تعلیمات ایک ہی جیسی ہیں۔ اور ان سب میں ایک قدرِ مشترک ہے یعنی خدا تعالیٰ کی ہستی۔'

❁ Mak Chishty، جو لنڈن میٹروپولیٹن پولیس میں کمانڈر ہیں کہتے ہیں:

'مجھے آج کی تقریب میں یہ بات اچھی لگی کہ ہر کسی نے اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کی ہیں دوسرے مذاہب پر نکتہ چینی نہیں کی۔ اور اسی چیز سے ہم میں باہم اتحاد اور یگانگت کا احساس پیدا ہوتا ہے۔'

❁ یوروپین پارلیمنٹ میں لندن کے نمائندہ Dr. Charles Tannock MEP نے کہا:

'اسی راستہ کو مستقبل میں اپنانے کے علاوہ چارہ نہیں! ہم سب خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہم یہ نہیں مان سکتے کہ خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہم مذہب کے نام پر ایک دوسرے سے اس طرح لڑتے چلے جائیں۔ اس لیے میں امن کے اس پیغام کی پرزور تائید کرتا ہوں .... اور احمدیوں کے بارے میں جس بات کو میں قابلِ قدر جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کے مذہب کی تعلیمات کا مرکز 'محبت سب کے لئے، نفرت کسی سے نہیں' ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک عالمی نوعیت کا پیغام ہے۔ اور جس قدر مختلف مذاہب مل بیٹھ سکیں اتنا ہی بہتر ہے۔'

❁ The Baroness Berridge، جو انگلستان کی پارلیمنٹ کے APPG on International Freedom of Religion کی چیئر پرسن ہیں کہتی ہیں:

'مجھے آل پارٹی گروپ برائے مذہبی آزادی کی چیئر مین ہونے کا اعزاز حاصل ہے مجھے ادراک ہے کہ احمدیہ کمیونٹی کس طرح دوسروں کی فلاح و بہبود کے لئے خدمات کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور یہی بات حضورِ انور نے اپنی تقریر میں بھی کی۔ ہمیں بہت خوشی ہے کہ ہم احمدیہ کمیونٹی کے ساتھ ان کے کاموں میں تعاون کرتے ہیں۔ اور ہمیں اس بات پر بھی خوشی ہے کہ احمدیوں کو اس ملک میں مکمل مذہبی آزادی حاصل ہے۔ لیکن بعض ممالک مثلاً پاکستان، بنگلا دیش اور انڈونیشیا وغیرہ میں احمدیوں کو بہت تکالیف کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔'

❁ Kay Carter جو انگلستان کی پارلیمنٹ کے APPG on International Freedom of Religion کے ممبر ہیں کہتے ہیں:

'حضورِ انور نے جو فرمایا ہے کہ تمام مذاہب میں بنیادی بات ایک ہی نظر آتی ہے یعنی 'محبت'، 'رواداری'، اور 'امن'۔ درحقیقت میڈیا میں مذہب کو ایک ایسی چیز بنا کر پیش کیا گیا ہے جو انسانوں کو ایک دوسرے سے لڑانے کا جواز پیدا کر رہا ہے، لیکن جیسا کہ آج کی اس محفل میں ہم نے دیکھا کہ حقیقت اس کے بالکل برعکس ہے۔'

❁ Oded Weiner، جو the Chief Rabbinate of Israel کے ڈائریکٹر جنرل کہتے ہیں:

'خلیفہ کا پیغام امن اور ایک دوسرے کو سمجھنے کے متعلق ہے نیز یہ کہ دنیا کے تمام مذاہب کو ایک دوسرے سے ڈائیلاگ کرنا چاہیے کیونکہ ہم سب آدم کی نسل ہیں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اس لیے ہم سب بھائی بھائی ہیں۔ اور بھائی یا کزن ہونے کے ناطے ہمیں ایک دوسرے کے جذبات کا احترام کرنا چاہیے اور امن کے ساتھ مل جل کر رہنا چاہیے نہ یہ کہ ہم ایک دوسرے سے لڑنے لگیں بلکہ جس قدر ممکن ہو سکے ہمیں امن کے لیے کوشش کرنی ہے۔'

❁ اسرائیل کے چیف رِبی کے نمائندہ Rabbi Proff. Daniel Sperber نے کہا:

'میں نے دیکھا کہ حضورِ انور کے چہرے سے اپنائیت اور گرمجوشی چھلکتی ہے۔ ان کو دیکھ کر ان کی شخصیت میں ایک قوتِ جاذبہ نظر آتی ہے اور انسان ان کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ ان میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو ایک سچے لیڈر میں ہونی چاہئیں۔ اگرچہ میری ملاقات حضور سے چند منٹ کے لئے ہوئی لیکن میں اس قدرتی کشش سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا جو ان کی شخصیت کا جزوِ لازم ہے۔'

❁ Councillor Santokh Singh Chhokar، جو South Bucks District Council, سے تعلق رکھتے ہیں:

'میرا خیال ہے کہ خلیفہ صاحب یہ بات ہمیں سمجھا رہے ہیں کہ تمام مذاہب میں بہت ساری تعلیمات مشترک ہیں۔ تمام مذاہب عالم ہمیں انسانیت کا سبق سکھاتے ہیں۔ ہمیں مل جل کر کام کرنا چاہیے اور ایک دوسرے کا بھلا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اور ہمیشہ یہ ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ ہم سب خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔ اور یہی خلیفہ صاحب واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ درحقیقت ہم میں سے ہر ایک خدا تعالیٰ کے آگے جوابدہ ہے۔ اس لیے ہمیں خدا تعالیٰ کے احکامات پر جو کہ دنیا میں امن قائم کرنے کے بارے میں بھی ہیں عمل کرنا چاہیے۔'

❁ Billy Tranger جو ناروے کی سیاسی پارٹی Christian Republic Party سے تعلق رکھتے ہیں کہتے ہیں:

'خلیفہ نے اپنے خطاب کے آخر میں ایک بہت ہی اہم پیغام دیا ہے کہ ہم سب کو مل کر امن کے قیام کے لئے کام کرنا چاہیے۔ اور میرا خیال ہے کہ یہی وہ امر ہے جس کی اس دنیا کو اس وقت سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ اس پیغام کی ہمیں ناروے میں بھی بہت ضرورت ہے۔'

❁ ناروے سے تعلق رکھنے والے ایک اور مہمان Stein Villumstad صاحب بھی اس کانفرنس میں شریک تھے۔ موصوف یورپین کونسل برائے مذہب کے جنرل سیکرٹری ہیں۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہال کے اندر تشریف لائے تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو دیکھتے ہی انہوں نے بے اختیار کہا "Man of Peace"۔ انہوں نے اس کانفرنس کے بارے میں بتایا؛

''میں نے ایسی عظیم الشان کانفرنس پہلے نہیں دیکھی

جس میں اس طرح زبردست انتظام کیا گیا ہو۔‘‘

Prof. Dr. T. Sunier، جو Islam in European Studies, University of Amsterdam سے تعلق رکھتے ہیں:

’حضور نے بڑے واشگاف الفاظ میں یہ ثابت فرمایا ہے کہ اسلام اور قرآن کی تعلیمات تشدد کی بجائے امن کے قیام پر زور دیتی ہیں۔‘

موصوف نے اس کانفرنس کی اور اس موقع پر جو نمائش کا انتظام کیا گیا تھا اس کی بھی بہت تعریف کی۔ اسی

Yanki Kakhla جو آئرلینڈ سے تعلق رکھنے والے ایک یہودی ہیں کہتے ہیں:

’میں اس کانفرنس میں شامل ہوا اور یہاں پر جو پیغام مجھے ملا ہے اس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔ میں احمدیوں سے یہ کہوں گا کہ آج کل دنیا میں پبلسٹی کے بغیر اپنے پیغام کو پھیلانا بہت مشکل ہے۔ جماعت احمدیہ اس قدر کام کر رہی ہے لیکن مجھے خوشی ہوگی اگر آپ لوگ اپنے کاموں کی تشہیر بہتر طور پر کرسکیں کیونکہ آپ لوگوں کے بارے میں دنیا میں مٹھی بھر لوگ ہی معلومات رکھتے ہیں۔‘

مذہبی کانفرنس میں شرکت کی۔ بین الاقوامی لیڈر پانچویں خلیفہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے اس موقع پر اہم خطاب کیا۔ یہ کانفرنس جماعت احمدیہ نے آرگنائز کی جو احمدیہ مشن برطانیہ کے 100 سالہ جشن کا حصہ ہے۔ مختلف ممالک کے مذہبی رہنماؤں، سیاست دانوں، اعلیٰ سرکاری حکام، سفارت خانوں کے اراکین، ماہرین تعلیم اور غیر سرکاری تنظیموں کے نمائندگان سمیت 500 مندوبین نے شرکت کی۔ اس موقع پر مختلف مذہبی رہنماؤں نے موجودہ دور میں اپنے اپنے مذاہب کے کردار کے بارہ میں بتایا۔

جو جنگیں لڑی گئیں ان کا مقصد طاقت اور دولت کا حصول تھا اور یہ جنگیں اسلامی تعلیمات کے منافی تھیں۔

مرزا مسرور احمد صاحب نے اپنی تقریر میں یہ بھی بتایا کہ احمدی مسلمان حضرت مرزا غلام احمد آف قادیانی علیہ السلام کو مسیح اور امام مہدی مانتے ہیں جو مذہب کے نام پر لڑی جانے والی جنگوں کے خاتمہ کیلئے آئے اور بنی نوع انسان کا اس کے خالق کے ساتھ ایک تعلق قائم کرنے اور ان کو حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دلانے کیلئے آئے۔

طرح موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے شرفِ ملاقات حاصل کرنے پر بے حد خوشی کا اظہار کیا۔

Chistrian Vonck، جو University of Anwerpen, Belgium سے تعلق رکھتے ہیں کہتے ہیں:

’میرے خیال میں احمدیوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ’باہمی محبت‘ کے قیام پر زور دیتے ہیں۔ ایک عیسائی ہونے کے ناطے میں یہ کہوں گا کہ متی کی انجیل میں بھی ہم پڑھتے ہیں کہ یسوع نے کہا کہ خدا تعالیٰ کے دو احکام ہیں ایک یہ کہ تم اپنے پورے دل اور پوری جان سے خدا سے محبت کرو۔ اور دوسرا یہ کہ اپنے ہمسائے سے اسی طرح محبت کرو جس طرح کہ اپنے آپ سے کرتے ہو۔ دراصل یہ دونوں باتیں ایک ہی ہیں کیونکہ اگر آپ اپنے ہمسائے سے محبت نہیں کرتے تو آپ خدا سے محبت کے دعوے میں سچے نہیں ہو سکتے اسی طرح اگر آپ خدا سے محبت نہیں کرتے تو آپ حقیقی طور پر اپنے ہمسائے سے محبت نہیں کر سکتے۔‘

Greek Orthodox Patriarch of Antioch, سے تعلق رکھنے والے Father Ethelwine Richards نے کہا:

’میں نے احمدیہ مسلم جماعت کے مختلف فنکشنز میں شمولیت کی ہے۔ مَیں حضورِ انور کی شخصیت اور ان کے پیغام کو تہِ دل سے سراہتا ہوں۔ ہمیشہ کی طرح اس کانفرنس کی بہترین تقریر حضورِ انور کی تقریر ہی تھی۔ یقیناً مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اکٹھا کر دینا اور ان سے ان کے مذہب کی بات سننا ایک بہت ہی جرأت مندانہ اور قابلِ قدر اقدام ہے۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔‘

جہانگیر سارو صاحب جو یوروپین کونسل آف ریلیجیس لیڈرز سے تعلق رکھتے ہیں کہتے ہیں:

’میں مذہباً زرتشتی ہوں۔ میں اس تقریب سے بہت متأثر ہوا ہوں۔ سب مقررین نے بہت اچھی تقاریر کیں لیکن آخر میں حضور کا خطاب تو بہت ہی بھرپور تھا۔‘

محترم موٹا سنگھ QC نے کہا:

’آج کی اس تقریب میں بہت اچھی اچھی باتیں کی گئی ہیں۔ لیکن جو باتیں ہم نے کی ہیں اگر ہم سب ان پر عمل بھی کریں تبھی ہم متوقع نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔‘

رابن ہسّی جو مذہبی تعلیمات کے استاد ہیں کہتے ہیں:

’مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ تقریب اس قدر روحانیت سے پُر ہوگی۔ میں نے بہت سارے مذاہب کے پیغامات سنے اور میں یقیناً گھر جا کر ان باتوں پر غور کروں گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ حضورِ انور کے لیکچر کا متن شائع کیا جائے گا۔‘

میڈیا کوریج:۔

اس کانفرنس کے حوالہ سے لندن کے علاوہ بعض یورپین ممالک کے جرائد نے خبر شائع کی جس میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طرف قیامِ امن کیلئے کی جانے والی کوششوں کو سراہا گیا۔

سپین کے ایک اخبار Alto guadal Quivir 5 مارچ 2014ء کے شمارہ میں خبر شائع کرتے ہوئے لکھا:۔

’کونسلر میگیل گارسیا (سابقہ میئر) اور بعض دوسرے سپین کے لوگوں نے گلڈ ہال، لندن میں ہونے والی تاریخی مذہبی کانفرنس میں شرکت کی۔ بین الاقوامی لیڈر پانچویں

مذہب ابھی بھی ایک مثبت طاقت ہے۔ خطاب میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے اسلام کی تعلیمات کی روشنی میں ان سوالات کے جوابات دیئے۔ اس شام کئی شخصیات اور مذہبی رہنما اپنے اپنے مذہبی عقائد بیان کرنے آئے۔ عالمی کانفرنس کا اختتام حضرت مرزا مسرور کی قیادت میں ایک خاموش دعا کے ساتھ ہوا۔

حضور انور نے اپنے خطاب میں بتایا کہ خدا زندہ ہے اور ابھی بھی انسانوں کی دعا کو سنتا ہے۔‘

پرتگال کی اخبار Odivlas Noticias کے مؤرخہ 20 فروری 2014ء کے شمارہ میں بھی جماعت کے تعارف کے ساتھ اس کانفرنس کے حوالہ سے خبر شائع ہوئی۔

اخبار نے لکھا کہ ’جماعت احمدیہ یوکے اپنی صد سالہ جوبلی کی تقریبات میں سے ایک تاریخی عالمی مذاہب کی کانفرنس کا انعقاد بھی ہے جو گلڈ ہال، لندن میں مؤرخہ 11 فروری 2014ء کو ہوئی۔ اس کانفرنس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والی بہت سی اعلیٰ شخصیات نے شمولیت کی اور اس کے علاوہ ملکہ برطانیہ، دلائی لاما اور برطانیہ کے وزیرِ اعظم کی طرف سے خیر سگالی کے پیغامات بھی موصول ہوئے۔‘

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطاب کے حوالہ سے اخبار نے لکھا کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے خلفائے راشدین کے دور میں جو بھی جنگیں ہوئیں وہ محض دفاع کے طور پر تھیں اور ظلم کا خاتمہ اور امن کا قیام ان جنگوں کا مقصد تھا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جنگِ بدر کی مثال بھی دی۔ لیکن اس کے بعد بعض بادشاہت قائم ہوگئی اور اس دور میں

انہوں نے اپنی تقریر میں تمام رہنماؤں کو نصیحت کی کہ وہ انسانیت کی خدمت کو غیر ضروری جنگ و جدل پر فوقیت دیں۔

خلیفہ نے خطاب کے آخر میں کہا کہ خدا ایک زندہ خدا ہے۔ اپنی اور بنی نوع انسان کی حفاظت کی خاطر ہمیں اپنے آپ کو واحد خدا کے ساتھ جوڑنا ہوگا۔

اس خبر میں دیگر مذاہب سے تعلق رکھنے والے رہنما جنہوں نے کانفرنس میں شرکت کی تھی کے بیانات کا خلاصہ بھی درج کیا۔

مذاہب عالم کے اس جلسہ کا دعوت نامہ سپین کے بادشاہ کو بھی بھجوایا گیا تھا۔ سپین کے بادشاہ کے جنرل سیکرٹری کی طرف سے درج ذیل پیغام موصول ہوا:

’مجھے خوشی ہے کہ آپ نے سپین کے بادشاہ، ملکہ، شہزادہ اور شہزادی کو ’اکیسویں صدی میں خدا کا تصور‘ کے موضوع پر منعقد کی جانے والی جلسہ عالمِ مذاہب میں مدعو کیا ہے۔ شاہی خاندان کے تمام افراد نے آپ کی دعوت پر بہت شکریہ ادا کیا ہے۔ انہوں نے اس کانفرنس کی کامیابی کیلئے نیک تمناؤں کا اظہار کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ بادشاہ کا اور اس کی فیملی کا اس کانفرنس میں شامل ہونا مشکل ہے کیونکہ اُن کی پہلے ہی سے کسی اور جگہ جانے کی commitment ہو چکی ہوئی ہے۔‘

اس جلسہ مذاہب میں شامل ہونے والا ہر شخص، ہر فرد غیر معمولی طور پر متاثر ہوا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس جلسہ مذاہبِ عالم کے ذریعہ جماعت احمدیہ کی عظیم الشان فتوحات کے دروازے کھلے ہیں اور جماعت احمدیہ کامیابیوں کے ایک نئے دور میں داخل ہوئی ہے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 26 مارچ 2014ء بروز بدھ قبل نماز ظہر **مکرم میاں حشمت اللہ صاحب (ابن مکرم چوہدری عبدالکریم صاحب آف ساؤتھ آل)** کی نماز جنازہ حاضر پڑھائی۔

مکرم میاں حشمت اللہ صاحب 18/مارچ کو مختصر علالت کے بعد اپنے بیٹے کے پاس نارتھ ورجینیا امریکہ میں 88 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون ۔آپ ساؤتھ آل جماعت کے ابتدائی ممبران میں سے تھے۔جماعت اور خلافت کے ساتھ تعلق کو ایمان کا حصہ سمجھتے تھے۔ بہت نیک صالح، نماز روزہ کے پابند، مخلص اور باوفا انسان تھے۔پسماندگان میں پانچ بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں ۔آپ مکرم ڈاکٹر چوہدری ناصر احمد صاحب (نائب امیر یوکے وانچارج جائیداد وتعمیرات مرکزی) کی اہلیہ کے چچا تھے۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی نماز جنازہ غائب بھی ادا کی گئی:

(1) مکرمہ ناصرہ بیگم صاحبہ(اہلیہ مکرم رانا عبدالستار خان صاحب۔لاہور)

4 مارچ 2014ء کو 77 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، تقویٰ شعار، دعا گو، مہمان نواز، ہمسائیوں سے حسن سلوک کرنے والی، اعلیٰ اخلاق کی مالک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ قرآن کریم سے بے حد محبت تھی۔ خلافت سے نہایت اخلاص و وفا کا تعلق تھا۔1994ء میں آپ نے اپنے بڑے بیٹے مکرم رانا ریاض احمد خان کی شہادت کے صدمہ کو بہت صبر اور حوصلہ سے برداشت کیا پھر جب بیٹے کی شہادت کے پانچ ماہ بعد ان کی بیوہ بھی وفات پا گئیں تو ان کے 8 بچوں کی کفالت، پرورش اور دینی تعلیم و تربیت کا فریضہ بہت احسن رنگ میں انجام دیا۔ مرحومہ موصیہ تھیں اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں تدفین عمل میں آئی۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم رانا اعجاز احمد خان صاحب(صدر مجلس خدام الاحمدیہ آسٹریلیا) کے طور پر اور دوسرے بیٹے مکرم رانا ارسال احمد خان صاحب (وائس پرنسپل جامعہ احمدیہ جونیئر سیکشن) ربوہ کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

(2) مکرمہ امۃ الحفیظ صاحبہ (اہلیہ مکرم عبد المجید بٹ صاحب مرحوم۔ربوہ)

10 فروری 2014ء کو مختصر علالت کے بعد 105 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت عبادت گزار، دعا گو، صاحبۂ رؤیا، مالی قربانی کرنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ باوجود عمر رسیدہ ہونے کے باقاعدگی سے نفلی روزے رکھتی تھیں اور ہر سال رمضان میں اعتکاف بھی بیٹھا کرتی تھیں۔خلافت سے وفا اور اخلاص کا بہت گہرا تعلق تھا۔ نظام جماعت کے خلاف کوئی بات برداشت نہیں کرتی تھیں۔ آپ کو تبلیغ کا بھی بہت شوق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم میجر(ر)محمد الیاس خان صاحب (آف یوایس اے)

15 فروری 2014ء کو Cleveland امریکہ میں وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ کے والدین حضرت راجہ مدد خان صاحب اور حضرت اصغری بیگم صاحبہ، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔آپ صوم وصلوٰۃ کے پابند، تہجد گزار، خوش الحانی سے تلاوت کرنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں 2 بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم ڈاکٹر نسیم رحمت اللہ صاحب (نائب امیر امریکہ) کے خسر تھے۔

(4) مکرمہ سردار بیگم صاحبہ(اہلیہ مکرم ملک محمد خان صاحب سابق افسر حفاظت خاص۔ربوہ)

10 فروری 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں اور باوجود مخالفت کے تادم آخر ثابت قدم رہیں۔خلافت سے بے حد عشق و وفا کا تعلق تھا۔ بہت نیک، دعا گو اور مخلص خاتون تھیں۔شادی کے بعد جب آپ کے ہاں باوجود علاج کے اولاد نہ ہوئی تو آپ حضرت اماں جانؓ کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ حضرت اماں جانؓ نے آپ کی کمر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے تسلی اور دعا دی کہ آپ گھبرائیں نہیں۔انشاء اللہ، اللہ تعالیٰ آپ ہی سے اولاد دے گا۔اس دعا کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو سات بچے عطا فرمائے جن میں سے تین حیات ہیں۔ آپ نے ناخواندہ ہونے کے باوجود اپنے تینوں بچوں کو اعلیٰ تعلیم دلوائی۔آپ کے ایک بیٹے مکرم محمد صادق ناصر صاحب انچارج خلافت لائبریری ربوہ کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

(5) مکرمہ سرور نسیم بیگم صاحبہ(اہلیہ مکرم ماسٹر غلام محمد بلوچ صاحب۔حیدرآباد سندھ)

16 فروری 2014ء کو 71 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ بہت عبادت گزار، غریب پرور، صلہ رحمی کرنے والی، صابرہ وشاکرہ اور مخلص خاتون تھیں۔اپنی اولاد کی بہت اچھی تربیت کی۔ ہر جماعتی پروگرام میں خود بھی شامل ہوتیں اور اپنے بچوں کو بھی شامل کرواتیں۔ جماعت اور خلافت سے بے حد اخلاص اور وفا کا تعلق تھا۔پسماندگان میں خاوند کے علاوہ دو بیٹیاں اور 9 بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔آپ کے ایک بیٹے مکرم غلام مصباح بلوچ صاحب مربی سلسلہ ہیں اور آجکل استاد جامعہ احمدیہ کینیڈا کی حیثیت سے خدمت بجالا رہے ہیں۔

(6) مکرم منور احمد صاحب(آف ربوہ)

یکم مارچ 2014ء کو 83 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔آپ کے خاندان میں احمدیت آپ کی دادی جان کے ذریعہ آئی جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صحابیہ تھیں ۔ہجرت کے بعد پاکستان میں سندھ کے علاقہ بنی سر روڈ میں مقیم ہوئے۔ بہت عبادت گزار، بکثرت تلاوت قرآن کریم کرنے والے، مہمان نواز، خوش خلق، غریب پرور، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ جماعت کے لئے بہت غیرت رکھتے تھے۔ آپ کو اسیر راہ مولیٰ ہونے کی سعادت بھی ملی۔آپ مکرم شمس اقبال صاحب مربی سلسلہ و استاد جامعہ احمدیہ جرمنی کے خسر تھے۔

(7) مکرم محمد اقبال ناصر صاحب (سابق انسپکٹر بیت المال۔ربوہ)

5 مارچ 2014ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔آپ کو صدر انجمن احمدیہ ربوہ، وقف جدید، خدام الاحمدیہ اور دفتر انصار اللہ پاکستان میں لمبا عرصہ خدمت کی توفیق ملی۔اسی طرح جماعت محمود آباد سندھ کے پہلے صدر جماعت ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ بہت نیک اور مخلص انسان تھے۔ آپ کے بیٹے مکرم مہر محمد زبیر احمد صاحب مبلغ سلسلہ سینٹ پیٹرز برگ روس میں خدمت بجالا رہے ہیں۔

(8) مکرمہ بسم اللہ بیگم صاحبہ(اہلیہ مکرم ملک طالب علی اعوان صاحب مرحوم۔ربوہ)

16 فروری 2014ء کو مختصر علالت کے بعد بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔آپ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعا گو نیک اور مخلص خاتون تھیں۔اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔خلافت سے بے حد اخلاص اور محبت کا تعلق تھا۔ MTA پر حضور انور کے خطابات بڑے شوق سے سنتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم نعیم احمد اعوان صاحب (کارکن طاہر فاؤنڈیشن ربوہ) کی والدہ تھیں۔

(9) مکرمہ مبارکہ بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم محمد حسین صاحب۔پاکستان)

19 فروری 2014ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔آپ کو لمبا عرصہ ناصر آباد، محمود آباد اور محمد آباد سندھ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت بجالانے کے علاوہ ربوہ کے محلّہ دارالیمن میں 23 سال صدر لجنہ کے طور پر خدمت کی توفیق ملی۔ ہزاروں بچوں، بچیوں اور خواتین کو قرآن کریم ناظرہ اور باترجمہ پڑھانے کی سعادت بھی پائی۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، دعا گو، ملنسار، نرم مزاج، بہت مہمان نواز اور ہر ایک سے پیار اور محبت سے پیش آنے والی چندہ جات میں باقاعدہ نیک اور مخلص خاتون تھیں۔مرحومہ موصیہ تھیں۔پسماندگان میں 4 بیٹیاں اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں جو سب کسی نہ کسی رنگ میں جماعتی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔

(10) مکرم شیخ محمد ادریس صاحب(آف وائی، آئی پرنٹنگ پریس۔کراچی)

16 فروری 2014ء کو بقضائے الٰہی وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ کو جشن تشکر کے سلسلہ میں لجنہ اماء اللہ کراچی کی مختلف کتب شائع کروانے میں نمایاں خدمت کی توفیق ملی۔آپ نے درثمین، کلام محمود اور کلام طاہر نہایت اعلیٰ کاغذ پر شائع کیں۔اسی طرح اطفال و ناصرات کے لئے چھوٹے کتابچے ''ننھی مخلوق'' اور ''اقوال زریں'' اپنے طور پر بھی شائع کروائے۔ جماعت کے کاموں کو ہمیشہ مقدّم رکھتے تھے۔ جماعت کی خدمت کا یہ جذبہ انہوں نے اپنی اولاد میں بھی منتقل کیا اور سب بچے اللہ کے فضل سے کسی نہ کسی رنگ میں جماعت کی خدمت کی توفیق پا رہے ہیں۔آپ نہایت ہمدرد، غریب پرور اور مخلص انسان تھے۔کئی غریب گھرانوں میں مستقل طور پر امدادی راشن بھی مہیا کیا کرتے تھے۔مرحوم موصی تھے اور آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں عمل میں آئی۔

(11) مکرمہ نیازاں بی بی صاحبہ(اہلیہ مکرم علم دین گجر صاحب۔ربوہ)

27 دسمبر 2013ء کو 67 سال کی عمر میں وفات پا گئیں۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔آپ کو 1992ء سے 1997ء تک اپنی مقامی مجلس میں صدر لجنہ اور بعدازاں 1998ء میں ربوہ میں اپنے محلّہ کی گروپ لیڈر کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، تہجد گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت کے ساتھ گہری وابستگی رکھتی تھیں۔

(12) مکرم محمد صدیق صاحب(ابن مکرم صدر دین صاحب۔لاہور)

26 نومبر 2013ء کو 90 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للہ و انا الیہ راجعون۔آپ نے 20 سال دارالذکر لاہور میں کارکن کی حیثیت سے خدمت کی توفیق پائی۔نہایت دیندار، شریف النفس، نیک اور مخلص انسان تھے۔آپ فعال داعی الی اللہ بھی تھے۔

(13) مکرم نواب دین صاحب۔(ابن مکرم خواج دین صاحب۔فیکٹری ایریا۔ربوہ)

11 دسمبر 2013ء کو 98 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔انا للّٰہ و انا الیہ راجعون۔آپ نے مسجد بیت السلام فیکٹری ایریا ربوہ میں 13 سال خادم مسجد کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔فرقان فورس میں بھی خدمت بجالاتے رہے۔ مالی قربانی کا جذبہ رکھنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔آمین

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لنڈن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
Tel: 02086 720 666 02086 721 738
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)
SOW THE SEEDS OF LOVE

علم کی فرضیت و فضیلت

(رانا غلام مصطفیٰ منصور مربی سلسلہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ نے علم میں ترقی کے لئے خود ایک عظیم الشان دعا سکھلائی ہے۔ چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَقُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (سورۃ طٰہٰ:115)

ترجمہ: اور کہا کر کہ اے میرے ربّ! مجھے علم میں بڑھا دے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

''قوّت ذوق شوق علم سے پیدا ہوتی ہے۔ جب تک علم اور معرفت نہ ہو کیا ہو سکتا ہے۔ رَبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا (طٰہٰ:115) کی دعا میں یہی ایک سرّ ہے کیونکہ جس قدر آپ کا علم وسیع ہوتا گیا اسی قدر آپ کی معرفت اور آپ کا ذوق شوق ترقی کرتا گیا۔'' (ملفوظات جلد 4 صفحہ 311)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

''اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ دعا سکھا کر مومنوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ یہ دعا صرف برائے دعا ہی نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ اے اللہ میرے علم میں اضافہ کر اور یہ کہنے سے علم میں اضافے کا عمل شروع ہو جائے گا۔ بلکہ یہ توجہ ہے مومنوں کو کہ ہر وقت علم حاصل کرنے کی تلاش میں بھی رہو، علم حاصل کرنے کی کوشش بھی کرتے رہو۔ طالب علم ہو تو محنت سے پڑھائی کرو اور پھر دعا کرو تو اللہ تعالیٰ حقائق اشیاء کے راستے بھی کھول دے گا۔ علم میں اضافہ بھی کردے گا اور پھر صرف یہ طالب علموں تک ہی بس نہیں ہے بلکہ بڑی عمر کے لوگ بھی یہ دعا کرتے ہیں۔ اور اس دعا کے ساتھ اس کوشش میں بھی لگے رہیں کہ علم میں اضافہ ہو اور اس کی طرف قدم بھی بڑھائیں۔ تو یہ ہر طبقے کے سب عمروں کے لوگوں کے لئے یہی دعا ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ یعنی چھوٹی عمر سے لے کے، بچپنے سے لے کے آخری عمر تک جب تک قبر میں پہنچ جائے انسان علم حاصل کرتا رہے۔ تو یہ اہمیت ہے اسلام میں علم کی''۔

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 406)

اللہ تعالیٰ کا بھلائی عطا کرنا

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

جس شخص کو اللہ تعالیٰ بھلائی اور ترقی دینا چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے۔

(بخاری کتاب العلم باب من یرد اللہ خیراً یفقھہ فی الدین)

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ

علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

(ابن ماجہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم)

مطالعہ کی تلقین کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں کہ:۔

''علم ایک طاقت ہے اور طاقت سے شجاعت پیدا ہوتی ہے۔'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 361)

پھر فرمایا:

''میں ان مولویوں کو غلطی پر جانتا ہوں، جو علومِ جدیدہ کی تعلیم کے مخالف ہیں۔ وہ دراصل اپنی غلطی اور کمزوری کو چھپانے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ ان کے ذہن میں یہ بات سمائی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ کی تحقیقات اسلام سے بدظن اور گمراہ کر دیتی ہے اور وہ یہ قرار دیئے بیٹھے ہیں کہ گویا عقل اور سائنس اسلام سے بالکل متضاد چیزیں ہیں چونکہ خود فلسفہ کی کمزوریوں کو ظاہر کرنے کی طاقت نہیں رکھتے اس لئے اپنی اس کمزوری کو چھپانے کے لئے یہ بات تراشتے ہیں کہ علوم جدیدہ کا پڑھنا ہی جائز نہیں۔ ان کی روح فلسفہ سے کانپتی ہے اور نئی تحقیقات کے سامنے سجدہ کرتی ہے...... پس ضرورت ہے کہ آجکل دین کی خدمت اور اعلائے کلمۃ اللہ کی غرض سے علومِ جدیدہ حاصل کرو اور بڑے جدّ وجہد سے حاصل کرو۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 43)

پھر فرمایا:

''جس قدر علوم طبعی پھیلتے جاتے ہیں اور پھیلیں گے اسی قدر قرآن کریم کی عظمت اور خوبی ظاہر ہوگی۔''

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 361)

پھر آپ خدا تعالیٰ سے خبر پا کر فرماتے ہیں:۔

''میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دیں گے۔''

(تجلیات الٰہیہ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 409)

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

''انسان ہر روز علم کا محتاج ہے۔ سچائی انسان کے قلب پر علم کے ذریعہ سے ہی اثر کرتی ہے۔ پس جو علم نہیں سیکھتا اس پر جہالت آتی ہے اور دل سیاہ ہو جاتا ہے جس سے انسان اچھے اور بُرے، مفید اور مضر، نیک اور بد، حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتا۔''

(خطبات نور صفحہ 331)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

''پس اس حدیث سے ثابت ہوگیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا فرض ہے کہ دین کا علم سیکھیں خواہ وہ بڑے ہوں یا چھوٹے، جوان ہوں یا بوڑھے، مرد ہوں یا عورتیں، لڑکے ہوں یا لڑکیاں، کیونکہ جب تک انہیں یہ حاصل نہ ہو گا خدا کے احکام پر عمل نہ کر سکیں گے اور جب عمل نہ کر سکیں گے تو نجات نہ ہو سکے گی۔ پھر جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرض قرار دیا ہے تو اس کو حاصل نہ کرنے والا اسی طرح گنہگار ہے جس طرح نماز نہ پڑھنے والا، روزہ نہ رکھنے والا، زکوٰۃ نہ دینے والا، خدا تعالیٰ، قیامت، جنت، دوزخ، تقدیر کا انکار کرنے والا۔ پس ہر ایک مومن کے لئے اس کا سیکھنا ضروری ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہی اس کو فرض قرار نہیں دیتے بلکہ خدا تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔ اِنَّمَا یَخْشَی اللّٰہَ مِنْ عِبَادِہِ الْعُلَمٰٓؤُا۔ (فاطر:29) کہ خدا سے اس کے عالم بندے ہی ڈرتے ہیں۔ ان عالموں سے مراد...... دینی علماء مراد ہیں کہ انہیں میں خدا تعالیٰ کی خشیت ہوتی ہے اور چونکہ خشیت اللہ کا ہونا ہر ایک مومن کے لئے ضروری ہے اس لئے ثابت ہو گیا کہ دین کا علم حاصل کرنا بھی ہر ایک کے لئے ضروری اور فرض ہے۔

پس علم دین کا پڑھنا مسلمانوں کے لئے نہایت ضروری ہے اور جو نہیں پڑھتا اس میں سے خشیت اللہ نکل جاتی ہے اور وہ خدا کے پانے سے محروم ہو جاتا ہے۔''

(انوار العلوم جلد 4 صفحہ 119-120)

سیّدنا حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَ لَوْ بِالصِّیْنِ۔ (شعب الایمان، السابع عشر من شعب الایمان، باب فی طلب العلم، الجزء الثانی)

یعنی علم طلب کرو خواہ چین میں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا۔ (ترمذی ابواب العلم باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ)

یعنی حکمت اور دانائی کی بات مومن کا گمشدہ سرمایہ ہے جہاں کہیں وہ اُس کو پاتا ہے وہ اس کو اپنانے اور قبول کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

طلبِ علم کے لئے محنت شاقہ کی ضرورت ہوتی ہے

عبد اللہ بن یحییٰ بن ابو کثیر کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو کہتے ہوئے سنا کہ جسمانی آرام کے ساتھ علم پر دسترس حاصل نہیں ہوتی۔ (مسلم کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ باب اوقات الصلوات الخمس)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

''آج یہ ذمہ داری ہم احمدیوں پر سب سے زیادہ ہے کہ علم کے حصول کی خاطر زیادہ سے زیادہ محنت کریں، زیادہ سے زیادہ کوشش کریں...... گھر بیٹھے یہ سب علوم و معارف نہیں مل جائیں گے۔ اور پھر اس کے لئے کوئی عمر کی شرط بھی نہیں ہے۔ (خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 407)

علم حاصل کرنے والے کی فضیلت

حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:۔

جو شخص علم کی تلاش میں نکلے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اور فرشتے طالب علم کے کام پر خوش ہو کر اپنے پَر اس کے آگے بچھاتے ہیں اور عالم کے لئے زمین و آسمان میں رہنے والے بخشش مانگتے ہیں یہاں تک کہ پانی کی مچھلیاں بھی اس کے حق میں دعا کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چاند کی دوسرے ستاروں پر، اور علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ انبیاء روپیہ پیسہ ورثہ میں نہیں چھوڑ جاتے بلکہ ان کا ورثہ علم وعرفان ہے۔ جو شخص علم حاصل کرتا ہے وہ بہت بڑا نصیبہ اور خیر کثیر حاصل کرتا ہے۔

(ترمذی ابواب العلم باب ما جاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

''تو علم کی یہ اہمیت ہے، علم حاصل کرنے کے لئے یہاں بھی مغرب میں لوگ آتے ہیں۔ بڑی دور دور سے پڑھنے کے لئے ایشین ملکوں سے۔ اگر ان کے سامنے اللہ تعالیٰ کی رضا بھی مقصود ہو تو اللہ تعالیٰ ان کے حصول تعلیم کو بھی آسان کر دیتا ہے، ان کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے۔ اس کا مطلب یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ اتنی آسانیاں پیدا کر دیتا ہے کہ اس دنیا میں بھی ان کے لئے جنت پیدا ہو جاتی ہے۔ اور احمدی طالب علم خاص طور پر یہاں جو آ رہے ہیں جیسا کہ میں نے کہا ان کا صرف اور صرف ایک ہی مقصد ہونا چاہئے کہ انہوں نے تعلیم حاصل کرنی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے ماتحت چلتے ہوئے تعلیم حاصل کرنی ہے۔ یہاں کی رونقیں اور دوسرے شوق ان کو اس مقصد کے حصول سے ہٹانے والے نہ ہو جائیں۔ یہ نیت ہو تو اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرتے ہوئے یہ اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے بعد اس کو اپنی عملی زندگی کا حصّہ بنانا ہے اور اس سے دوسروں کو بھی فائدہ پہنچانا ہے۔ اور اگر کوئی حصّہ تعلیم اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف ہے تو پھر اس کو بھی دنیا پہ واضح کرنا ہے گہرائی میں جا کے بھی علم حاصل کرنا چاہئے۔''

(خطبات مسرور جلد 2 صفحہ 418)

علم پھیلانے والے کو اللہ تعالیٰ تروتازہ رکھے

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ:۔

اللہ تعالیٰ اس شخص کو تروتازہ اور خوشحال رکھے جس نے ہم سے کوئی بات سنی اور آگے اسی طرح اسے پہنچایا جس طرح اس نے سنا تھا۔ کیونکہ بہت سے ایسے لوگ جن کو بات پہنچائی گئی ہے، سننے والوں سے زیادہ یاد رکھنے والے اور سمجھ سے کام لینے والے ہوتے ہیں۔

(ترمذی ابواب العلم باب فی الحث علی تبلیغ السماع)

مرنے کے بعد بہترین چیز جو انسان چھوڑ جاتا ہے

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

بہترین چیزیں جو انسان اپنی موت کے بعد پیچھے چھوڑ جاتا ہے وہ تین ہیں۔ نیک اولاد جو اس کے لئے دعا گو ہو۔ صدقہ جاریہ جس کا ثواب اسے پہنچتا رہے اور ایسا علم جس پر اس کے بعد والے عمل کرتے رہیں۔

(ابن ماجہ کتاب السنّہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

بہترین صدقہ یہ ہے کہ ایک مسلمان علم حاصل کرے پھر اپنے مسلمان بھائی کو سکھائے۔

(ابن ماجہ کتاب السنّہ باب ثواب معلم الناس الخیر)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

اب کتنی ہی قومیں تمہارے پاس علم ڈھونڈتی ہوئی آئیں گی پھر جب تم ان کو دیکھو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے مطابق ان کو مرحبا کہو اور ان کو علم سکھاؤ۔ (یعنی محبت سے علوم سکھاؤ)

(ابن ماجہ کتاب السنّہ باب الوصاۃ بطلبۃ العلم)

مسئلہ کا علم نہ ہو تو پوچھ لینا چاہئے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

جب ان کو مسئلہ معلوم نہ تھا تو پوچھ لینا چاہئے تھا۔ کیونکہ نہ جاننے کا علاج پوچھنا ہے۔

(ابو داؤد کتاب الطہارۃ باب المجدور یتیمّم)

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

حُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ

اچھی طرح سوال کرنا آدھا علم ہے۔

(مشکوۃ کتاب الاداب باب الحذر والتانی فی الامور الفصل الثالث)

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ علم کو بندوں سے یکدم نہیں چھینے گا بلکہ عالموں کی وفات کے ذریعہ علم ختم ہوگا۔ حتیٰ کہ جب کوئی عالم نہیں رہے گا تو لوگ انتہائی جاہل اشخاص کو اپنا سردار بنالیں گے اور ان سے جا کر مسائل پوچھیں گے اور وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے۔ پس وہ خود بھی گمراہ ہوں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔

(بخاری کتاب العلم باب کیف یقبض العلم)

حضرت مسروق رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس ہم آئے آپ نے فرمایا اے لوگو! اگر کسی کو کوئی علم کی بات معلوم ہو تو بتا دینی چاہئے اور جسے علم کی کوئی بات معلوم نہ ہو تو سوال ہونے پر وہ جواب دے کہ اَللّٰہُ اَعْلَمُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔ کیونکہ یہ بھی علم کی بات ہے کہ انسان جس بات کو نہیں جانتا اس کے متعلق کہے کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتا ہے: اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! تو کہہ میں اس وعظ و نصیحت پر تم سے کوئی بدلہ نہیں مانگتا۔ اور نہ ہی میں تکلف سے کام لینے والا ہوں۔

(بخاری کتاب التفسیر سورۃ ص باب وما انا من المتکلفین)

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:۔

''مَیں آپ سب لوگوں کو ایک نصیحت کرتا ہوں اور اگر آپ لوگ اس کو مانیں گے تو بہت فائدہ میں رہیں گے اور وہ یہ کہ اگر کسی کے دل میں کوئی شک پیدا ہو تو اس کو چھپایا نہ جائے بلکہ پیش کیا جائے۔ کیونکہ چھپانا بہت نقصان پہنچاتا ہے اور بیان کرنا بہت فائدہ مند ہوتا ہے۔ ...... پس آپ لوگوں کو میری یہ نصیحت ہے کہ اگر آپ کے سامنے کوئی ایسا سوال پیش کیا جائے۔ جس کا آپ کو جواب نہ آتا ہو یا کوئی آپ کے دل میں کسی قسم کا شبہ اور وسوسہ ڈالے تو بجائے اس کے کہ اس کو چھپاؤ فوراً ظاہر کردو۔ کیا ایسا ہوتا ہے کہ کسی کے دل میں کوئی مرض ہو یا تپ چڑھا ہو تو وہ اسے چھپائے اور کسی کو نہ بتائے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو بھاگتا ہؤا طبیب کے پاس جائے گا۔ پس جب درد اور تپ کے لئے جسمانی طبیبوں کے پاس لوگ جاتے اور اپنی بیماری کھول کھول کر بتا کر علاج چاہتے ہیں۔ اور اس کے لئے روپیہ اور وقت صرف کرتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے جب ان کے ایمان میں کوئی نقص پیدا ہو یا ان کے دل میں شیطان کوئی شبہ ڈالے اور دھوکا دینا چاہے تو اس کے دور کرنے کے لئے کوئی کوشش نہیں کی جاتی۔ میں آپ لوگوں کو دردِ دل سے نصیحت کرتا ہوں کہ جس کو کوئی شبہ ہو وہ مجھے اطلاع دے میں اس کو جواب پہنچا دوں گا اور وہ اس سے ازالہ کرلے۔''

(انوار العلوم جلد 3 صفحہ 424-425)

ہمارے پیارے امام سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ:۔

''قوتِ موازنہ انسان کو ہوشیار کرتی ہے اور یہی ہے جو عدمِ علم کی وجہ سے اُسے غافل بھی کرتی ہے۔ قوتِ موازنہ بھی تبھی ہوگی جب کسی چیز کا علم ہو جائے اگر علم ہوگا تو ہوشیار کرے گی کہ اس کو اس طرح استعمال کرو۔ علم نہیں ہوگا تو انسان وہ کام نہیں کرسکتا۔ اور پھر اسی عدمِ علم کی وجہ سے یا صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں۔ چنانچہ ایک بچہ جب ایسے لوگوں میں پرورش پاتا ہے جو گناہ کے مرتکب ہوتے ہیں یا مستقل ہی مرتکب رہتے ہیں، ہر وقت ان کی مجلسوں میں یہ ذکر رہتا ہے کہ جھوٹ کے بغیر تو دنیا میں گزارہ نہیں ہوسکتا تو بچے کے ذہن میں یہ خیال آجاتا ہے کہ اس زمانے میں جھوٹ کے بغیر کامیابی حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 10 جنوری 2014ء)

فرمایا:

''اس زمانے میں جبکہ علم کے نام پر سکولوں میں مختلف برائیوں کو بھی بچوں کو بتایا جاتا ہے ہمارے نظام کو بہت بڑھ کر بچوں اور نوجوانوں کو حقیقت سے آگاہ کرنے کی ضرورت ہے۔ ماں باپ کو اپنی حالتوں کی طرف نظر کرتے ہوئے اُس علم کے نقصانات سے اپنے آپ کو آگاہ کرنے کی ضرورت ہے جو بچوں کو علم کی آگاہی کے نام پر بچپن میں سکول میں دیا جاتا ہے۔ ماں باپ کو بھی پتہ ہونا چاہئے تا کہ اپنے آپ کو بھی بچائیں اور اپنے بچوں کو بھی بچائیں۔ یہاں بہت چھوٹی عمر میں بعض غیر ضروری باتیں بچوں کو سکھا دی جاتی ہیں اور دلیل یہ دی جاتی ہے کہ اچھے برے کی تمیز ہو جائے۔ جبکہ حقیقت میں اچھے برے کی تمیز نہیں ہوتی بلکہ بچوں کی اکثریت کے ذہن بچپن سے ہی غلط سوچ رکھنے والے بن جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کے سامنے ان کے ماں باپ کے نمونے یا اس کے ماحول کے نمونے برائی والے زیادہ ہوتے ہیں، اچھائی والے کم ہوتے ہیں۔ پس مربیان، عہدیداران، ذیلی تنظیموں کے عہدیداران، والدین، ان سب کو مل کر مشترکہ کوشش کرنی پڑے گی کہ غلط علم کی جگہ صحیح علم سے آگاہی کا انتظام کریں۔''

(خطبہ جمعہ فرمودہ 24 جنوری 2014ء)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں اپنے محبوب آقا کے ان تمام ارشادات پر احسن رنگ میں بھرپور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دانش اور خِردمندی کی فتح

(مضمون نگار: مبارک علی۔ مترجم: شریف احمد بانی)

''یہ دنیا نہایت خطرناک جگہ ہے۔ مگر اس کے ذمہ دار صرف بُرے لوگ نہیں بلکہ وہ لوگ بھی ہیں جو برائی کے خلاف آواز اٹھانے کی بجائے خاموش کھڑے رہتے ہیں اور کوئی عملی قدم نہیں اٹھاتے۔'' (البرٹ آئن سٹائین)

دانشوروں نے سوسائٹی کا ذہن تبدیل کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ خاص طور پر اُن موقعوں پر جب معاشرہ فرقہ واریت اور مذہبی انتہاپسندی کا شکار ہو رہا ہو۔ ایسے مواقع پر یہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ مظلوم، بے یارومددگار اور ٹھکرائے ہوئے لوگوں پر کی جانے والی زیادتیوں، ناانصافی اور امتیازی سلوک کے خلاف آواز اٹھائیں۔

یورپ کی سوسائٹی میں جب بعض لوگوں کو مذہبی یا نسلی منافرت کا نشانہ بنایا گیا تو دانشور بنیادی انسانی حقوق کی حمایت میں آگے آگئے۔ فرانسیسی دانشور وولٹائر (وفات 1778ء) نے حکومت اور حکومتی اداروں کے ظلم اور ناانصافیوں کے خلاف رائے عامہ ہموار کرنے کے لئے مہم چلانے میں دوسرے دانشوروں کی راہنمائی کی۔

جین کلاز ایک پروٹسٹنٹ عیسائی تھا۔ جبکہ فرانس میں اکثریت کیتھولک عیسائیوں کی تھی۔ اُس پر اپنے بیٹے کے قتل کا جھوٹا مقدمہ بنایا گیا۔ اُس کی بے گناہی کی فریاد کے باوجود کیتھولک عدالت نے اُس کے خلاف فیصلہ سنا دیا جو مذہبی امتیاز اور تعصب کی مثال تھا۔ اُسے 1762 عیسوی میں اذیتیں دے کر ہلاک کردیا گیا۔ وولٹائر کو اُس کی موت کی خبر سے سخت صدمہ ہوا۔ اُس نے اس فیصلہ کے خلاف مہم چلانے کا فیصلہ کرلیا کیونکہ وہ سمجھتا تھا کہ یہ فیصلہ مذہبی منافرت اور فرقہ وارانہ تعصب پر مبنی تھا۔ اگرچہ ایک اقلیتی فرقہ کے فرد کی حمایت میں مہم چلانا ایک مشکل کام تھا۔ لیکن اُس نے ہمت نہ ہاری اور عدالتی فیصلہ کے خلاف مہم جاری رکھی۔ اُس نے اپنے ہم عصر دانشوروں کو خطوط لکھنے کا سلسلہ جاری رکھا جس میں انہیں اس بات پر آمادہ کیا گیا کہ وہ اپنے اپنے دائرہ میں لوگوں کو اس عدالتی فیصلہ کے خلاف راضی کریں۔ اس کی کوشش کے نتیجہ میں بالآخر حکومت فیصلہ پر نظرثانی کے لئے تیار ہوگئی۔ دوبارہ تحقیقات کرائی گئی اور 1765 عیسوی میں (موت کے بعد) جین کلاز کو باعزت طور پر تمام الزامات سے بری قرار دے دیا گیا اور اُس کی ضبط شدہ تمام جائداد اُس کے ورثاء کو واپس کردی گئی۔ اور 1777 عیسوی میں جب وولٹائر اپنی جلاوطنی کے بعد واپس پیرس پہنچا تو شہر کے لوگوں نے اس کا شاندار استقبال کیا۔

مندرجہ بالا واقعات کی روشنی میں اگر ہم پاکستانی سوسائٹی کو دیکھیں۔ اور جس قدر انتہاپسندی اور مذہبی منافرت ہمارے معاشرہ میں موجود ہے اُس کے بارہ میں پاکستان کے دانشوروں ے کردار کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب بھی بدقسمتی سے مذہبی منافرت اور نسلی تصادم جیسے واقعات ہوتے ہیں تو اس ناانصافی اور انسانی بنیادی حقوق کی پامالی کے خلاف ہمارے ہاں وولٹائر جیسی کوئی آواز نہیں سنائی دیتی۔ اور اس خاموشی کے نتیجہ میں انتہاپسند گروپ دلیر اور زیادہ طاقتور ہوتے جارہے ہیں۔ اور اُن کا مقابلہ کرنے والا کوئی نہیں۔ اگر ہمارے دانشور نسلی اور مذہبی انتہاپسندی کے خلاف آواز اٹھانے کی ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہو جائیں تو رائے عامہ سوسائٹی کے تمام طبقات اور مذاہب کے لئے تحمل اور برداشت کی حامی ہوسکتی ہے۔ (بحوالہ روزنامہ ڈان 23 مارچ 2014ء) ◎

بقیہ: خطبات نکاح از صفحہ 2

حضور انور نے فرمایا:۔ دوسرا نکاح عزیزہ رابیل اختر جو واقفۂ نو ہیں، مکرم حفیظ احمد اختر صاحب کی بیٹی ہیں ان کا ہے عزیزم وقاص احمد وسیم ابن مکرم وسیم احمد ناصر صاحب جو یہیں مورڈن میں رہتے ہیں اور امام صاحب کے دفتر میں رضا کار کے طور پر کام کرتے ہیں ان کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر یہ نکاح طے پایا ہے۔ لڑکی کے وکیل ان کے بھائی مکرم وقاص اختر صاحب ہیں۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اگلا نکاح ہے عزیزہ نوشین بشارت بنت مکرم بشارت احمد طارق صاحب کا عزیزم بصیر احمد واقف نو ابن مکرم ظہیر احمد صاحب کارکن ایم ٹی اے کے ساتھ دس ہزار پاؤنڈ حق مہر پر۔ دلہن کے وکیل ان کے چچا ظہیر احمد صاحب ہی ہیں۔ (حضور انور نے مکرم ظہیر احمد صاحب کو مخاطب کر کے فرمایا) اچھا۔ باپ بیٹے نے گھر میں ہی طے کرلیا ہے۔

حضور انور نے فرمایا:۔ اگلا نکاح عزیزہ ماہم نورین شہزادی واقفۂ نو کا ہے جو مکرم مبارک احمد عابد صاحب لندن کی بیٹی ہیں عزیزم صبغت اللہ ابن مکرم برکت اللہ صاحب جو دونوں ہی انڈیا ڈیسک کے کارکن ہیں۔ یہ نکاح سات ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے۔

حضور انور نے چاروں نکاحوں کے فریقین میں ایجاب وقبول کروایا، رشتوں کے بابرکت ہونے کے لئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

بقیہ: اسلام کے اصول اطاعت از صفحہ 4

فرشتے کہتے تھے کہ یہ شخص دوزخی ہے۔ اسے توبہ ابھی نصیب نہیں ہوئی اور جنت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ جنّتی ہے کیونکہ یہ توبہ کرنے کے لئے جارہا تھا کہ راستہ میں مرگیا۔ تب اُن کے پاس ایک فرشتہ آیا اور انہوں نے اس کو منصف بنایا تو اُس نے کہا کہ زمین کو ماپو۔ جس طرف سے یہ شخص توبہ کرنے کے لئے چلا تھا اگر وہ جگہ قریب ہو تو یہ دوزخی ہے اور اگر وہ جگہ جہاں یہ توبہ کرنے کے لئے جارہا تھا قریب ہے تو یہ جنّتی ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے ماتحت زمین کی طنابیں کھینچ دیں اور اس جگہ کو جہاں وہ توبہ کرنے کے لئے جارہا تھا زیادہ قریب کردیا۔ فرشتوں نے دونوں طرف کی زمین کو ماپا اور دیکھا کہ وہ زمین جس طرف یہ شخص توبہ کرنے کے لئے جارہا تھا چھوٹی ہے خدا تعالیٰ نے حکم دیا کہ تب اُسے جنت میں لے جاؤ۔

اس تمثیل میں یہ بتایا گیا ہے کہ انسان کو کسی حالت میں بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ خدا تعالیٰ کی رحمت بہت وسیع ہے۔ اس کا اندازہ انسان نہیں لگا سکتا۔ اور یہ کہ اسلام بھی ایسے ہی خدا کو پیش کرتا ہے جس کی رحمت کا پہلو ہمیشہ انسان کی طرف جھکا رہتا ہے۔ چنانچہ خود اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں اس کو پیش کرتا ہے۔ فرماتا ہے رَحْمَتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ (الاعراف) کہ میری رحمت ہر ایک چیز پر وسیع ہے۔ پھر فرمایا: كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ (انعام) کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر رحمت کو فرض کرلیا ہے۔ یعنی یہ کہ اس کی رحمت کا پہلو زیادہ جھکا ہوا ہے۔ پھر فرمایا: وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ۔ إِلَّا مَنْ رَحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ (سورۃ ہود: 118-119)

کہ اگر تیرا ربّ چاہتا تو سب لوگوں کو امّت واحدہ بنا دیتا مگر وہ ہمیشہ مختلف رہیں گے۔ سوائے اُن کے جن پر تیرا ربّ رحم کرے اور اس نے ان لوگوں کو رحم کے لئے ہی پیدا کیا ہے وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ سے رحم ہی مراد ہے۔ ابن کثیر نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے: لِلرَّحْمَةِ خَلَقَهُمْ وَلَمْ يَخْلُقْهُمْ لِلْعَذَابِ کہ اللہ تعالیٰ نے رحم کے لئے ہی بندوں کو پیدا کیا ہے عذاب کے لئے نہیں پیدا کیا۔

غرض اسلام کی پیش کردہ تعلیم میں رحمت کا پہلو غالب ہے اور جس تعلیم میں یہ بات پائی جائے کبھی بھی اس پر عمل کرنے میں انقباض پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ اس کا ماننے والا ہمیشہ ہی پُر امید رہے گا اور یہ سمجھ کر عمل کرے گا کہ اگر اس کے اعمال میں کوئی کمزوری رہ گئی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس کو تھام لے گی۔ لیکن دوسرے مذاہب کی تعلیم میں ایسی بات نہیں پائی جاتی۔ اس لئے اُن کے احکام پر عمل کرتے ہوئے بشاشتِ قلب پیدا نہیں ہوسکتی۔''

(باقی آئندہ)

چھٹا جلسہ سالانہ صوبہ باکونگو، عوامی جمہوریہ کونگو

(رپورٹ رمیض احمد محمود۔ مربی سلسلہ صوبہ باکونگو)

امسال محض اللہ تعالی کے خاص فضل سے عوامی جمہوریہ کونگو کے صوبہ باکونگو Bas Congo کا چھٹا جلسہ سالانہ جماعتی صوبائی ہیڈ کوارٹر مبانزا گونگو Mbanza Ngungu میں 15,14 فروری 2014 کو منعقد ہوا۔

صوبہ کی تمام جماعتوں کو جلسہ کے پروگرام کی اطلاع کے لیے دورہ کیا گیا، دورہ جات میں جلسہ سالانہ کی اہمیت اور اس کی برکات کا بیان کیا گیا اور شاملین جلسہ کے لیے

6th jalsa salana Bas Congo 14, 15 feb 2014

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا ذکر اور جلسہ میں شمولیت کی تاکید کی گئی۔ جلسہ سالانہ کی تیاری کے سلسلہ میں مسجد ناصر کے احاطہ میں وقارعمل کر کے اس کی تزئین و آرائش کی اور جلسہ کی مناسبت سے دیدہ زیب بینرز بھی لگائے گئے تھے۔ نیشنل ہیڈ کوارٹر سے مرکزی وفود نے شرکت کی۔ امسال جلسہ میں احمدی احباب کے علاوہ سٹی ناظم Mbanza Ngungu، امیگریشن کے چیف، مقامی اتھارٹیز، ڈاکٹرز، پروفیسرز، پادری حضرات، طلبہ، اور دیگر افراد نے شرکت کی، شعبہ رجسٹریشن کے مطابق جلسہ کے کُل حاضری 531 افراد رہی۔

جلسہ کے انعقاد سے پانچ روز قبل مقامی ریڈیو پر جلسہ کے مسلسل اعلانات ہوتے رہے جس کے ذریعہ بہت سے لوگوں تک جلسہ کا پیغام پہنچا، اہل علم، پادری حضرات اور اسی طرح دیگر دلچسپی رکھنے والوں کو جلسہ میں شمولیت کی دعوت عام دی گئی کہ اسلام کے متعلق معلومات اور سوالات کرنے کے لیے کوئی بھی اس جلسہ میں شرکت کر سکتا ہے، مزید برآں جلسہ سالانہ کے متعلق مقامی TV چینل پر 25 منٹ کا لائیو پروگرام بھی نشر کیا گیا، اس پروگرام میں جلسہ سالانہ کا مختصر تعارف اور اس کی اہمیت و برکات پر روشنی ڈالی گئی اور اس جلسہ میں شمولیت کیلئے دعوت دی گئی۔

جمعرات 13 مارچ کی شام نماز مغرب وعشاء کے بعد جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کا افتتاح مکرم و محترم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر و مشنری انچارج صاحب نے کیا۔

جلسہ کے دنوں میں باقاعدگی سے باجماعت نماز تہجد، نماز فجر اور درس القرآن، درس الحدیث اور درس ملفوظات کا التزام کیا جاتا رہا۔

جلسہ کا پہلا دن۔ مورخہ 14 فروری 2014

جلسہ کا آغاز خطبہ جمعہ سے ہوا جس سے قبل 'لوائے احمدیت' لہرایا گیا۔

پہلی تقریر: آنحضور ﷺ بطور رحمت للعالمین از لوکل معلم مکرم احمد بوبا BUBA صاحب

دوسری تقریر: نظام وصیت از لوکل معلم مکرم عیسیٰ کیتانو Kitanu صاحب

نومبائعین کے تاثرات:

دوران سال احمدیت قبول کرنے والے بعض نومبائعین کو اپنے تاثرات، سٹیج پر آکر بیان کرنے کا موقع دیا گیا، نومبائعین نے احمدیت قبول کرنے کے نتیجے میں اپنے اوپر ہونے والے افضال کا ذکر کیا۔ چند نومبائعین کے تاثرات مندرجہ ذیل ہیں۔

1: مکرم رمضانی ماٹونڈا Matonda (muwunzi)
میں ایک نومبائع ہوں، اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ میں کسی جلسہ میں شامل ہو رہا ہوں اسلام احمدیت قبول کرنے کے بعد میں بہت مطمئن اور خوش ہوں۔ جو کچھ بھی میں نے جلسہ میں سنا ہے، ان پر عمل کرنے کی بھرپور کوشش کروں گا۔ ایسی تعلیمات بہت متاثر کن ہیں اور ان کا کوئی ثانی نہیں۔

2: مکرم حسن مویمبا Muemba (Nsalu)
میں جماعت احمدیہ میں ایک نئے ممبر کے حیثیت سے ہوں مگر یہ وہ تعلیمات ہیں جن کو میں ڈھونڈ رہا تھا۔ میں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کو دعوت دیتا ہوں کہ اس خوبصورت تعلیم کے ساتھ جڑ جائیں۔

3: مکرم نور کیاکو Kiako (Mbanza Ngungu)
یہ کونگو (KONGO) یونیورسٹی آف باکونگو کے طالبعلم ہیں۔ انہوں نے کہا: میں گزشتہ سال سے احمدی ہوں اور پچھلے جلسے پر شرکت کرنے کا موقع ملا تھا، جو محبت اور خلوص کا پیغام مجھے اس وقت ملا تھا اس کا میں گواہ ہوں اور آج پھر اس کا مشاہدہ کر رہا ہوں اس طرح احمدیوں کا ڈسپلن کا مظاہرہ بہترین ہے۔

4: مکرم عبدالکریم (Mbanza Ngungu)
مسلمان ہونے سے قبل میں نے مسلمانوں کے متعلق یہ سن رکھا تھا کہ یہ لوگ، جادوٹونہ و دیگر رسم و رواج پر یقین رکھتے ہیں لیکن احمدیت اسلام کا ایک روشن چہرہ ہے جب سے میں نے احمدیت قبول کی ہے مجھے کوئی غلط بات نظر نہیں آئی، احمدیت قبول کرنے کے بعد میں نمازوں میں باقاعدہ ہو گیا ہوں اور روز مسجد میں آکر نماز ادا کرتا ہوں۔

مجلس سوال وجواب:

پروگرام کے مطابق اس سیشن کے اختتام پر مجلس سوال وجوات کا انعقاد کیا گیا، احباب جماعت نے بہت دلچسپی سے اس مجلس میں شرکت کی۔

دوسرا روز۔ ہفتہ 15 فروری 2014

پہلے دن کا اجلاس مسجد ناصر کے احاطے میں کیا گیا تھا لیکن دوسرے دن کے لئے شہر کے وسط میں ایک ہال کرائے پر لیا گیا۔

دوسرے سیشن کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور ترجمہ سے ہوا۔ نظم کے بعد اس سیشن میں مجموعی طور پر چار تقاریر پیش کی گئیں:

1: خلافت کی اہمیت اور ہماری ذمہ داریاں از مکرم ابوبکر میپیلو Mpelo صاحب، صدر جماعت مبانزا گُنگو

2: اطاعت و فرمانبرداری از ابوبکر Mbui لوکل مبلغ

3: آنحضور ﷺ کا خطبہ حجۃ الوداع از مکرم علی Nkonde

سیشن کی آخری تقریر مکرم صدر مجلس عمر ابدان صاحب نے "خلافت اور الٰہی نصرت کی مثالیں" کے موضوع پر کی۔

جلسہ سالانہ کا تیسرے اور آخری سیشن میں پہلی تقریر معلم مکرم احمد BUBA صاحب نے فرنچ زبان میں "اسلام میں انسانی حقوق" کے موضوع پر کی، اس کے بعد مکرم نعیم احمد باجوہ صاحب امیر جماعت کونگو نے جلسے کی اختتامی تقریر فرنچ زبان میں کی جس کا مقامی زبان لنگالا میں رواں ترجمہ بھی کیا گیا۔

تاثرات مہمان کرام:

اس موقع پر معزز مہمانوں میں سے بعض کو اظہار خیال کا موقع دیا گیا۔ تاثرات پیش ہیں:

Mr Zuani Kembeni Bungalo President de chef de Groupment Territoire de

Mbanza Ngungu

صدر آف مقامی چیفس آف تحصیل مبانزا گونگو

میں اس جلسہ سے بہت متاثر اور مطمئن ہوا ہوں، جلسہ کا ڈسپلن اور تمام مہمانوں کے لئے آپ کی محبت کے جذبات واضح طور پر نمایاں ہیں میں نے مکرم امیر صاحب کا "قیام امن کے موضوع پر خطاب سنا جو کہ ایک قابل تقلید مثال ہے، جماعت احمدیہ کو یہ تعلیمات تمام صوبے میں پھیلانے کے لیے مکمل حمایت اور حوصلہ افزائی کرتا ہوں۔ میں یقین رکھتا ہو کہ اگر تمام دنیا جماعت احمدیہ کی اس تعلیم پر عمل کرنا شروع کر دے تو باہمی حقوق العباد کی ادائیگی دنیا میں قائم ہو جائے گی۔

Representative COMICO District de Cataract

سنی مسلمانوں کا نمائندہ

جماعت احمدیہ کی تعلیمات ہم مسلمانوں کو باہم مضبوط کرتی ہیں، اس جلسہ کے ذریعہ سے جماعت احمدیہ نے اسلام کی سچی تعلیمات کی عکاسی کی ہے جس کا عام طور پر لحاظ نہیں کیا جاتا، Mbanza Ngungu میں رہنے والی آبادی کو سچے اسلام کی سمجھ آج آئی ہے، (Bravo a la Communaute Ahamadiyya) جماعت احمدیہ کو مبارک ہو۔ جماعت احمدیہ زندہ باد۔

Mr Mabilama Kazaye Mbote chef de la cite de Mbanza Ngungu

سٹی ناظم مبانزا گونگو

ہم نے آج اس جلسہ میں ہونے والی تقاریر کے ذریعہ سے اسلام کی سچی تعلیمات کو جانا ہے آپ کے موٹو "محبت سب کے لیے نفرت کسی سے نہیں" نے ہمیں بہت متاثر کیا ہے میرے لیے جماعت احمدیہ کی تعلیمات تمام دنیا میں پائیدار امن قائم کرنے کے لیے کافی ہے اور خاص طور پر میرے شہر Mbanza Ngungu میں۔

مجلس سوال جواب:

مہمانوں کے تاثرات کے بعد مجلس سوال جواب منعقد ہوئی۔

نمائش کتب:

جلسہ کے موقع پر جماعتی کتب و لٹریچر کی نمائش لگائی گئی تھی، اس نمائش میں جماعت احمدیہ کی طرف سے کئے جانے والے قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم رکھے گئے تھے، اس کے علاوہ فرنچ لٹریچر بھی رکھا گیا تھا، تمام مہمانوں میں "مختصر جماعتی تعارف" لنگالا زبان میں اور "مسیح موعود آ گیا" پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔ اسی طرح بعض معززین کو حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی کتاب World Crisis and the Pathway to Peace تحفۃً پیش کی گئی۔

میڈیا کوریج:

امسال جلسہ سالانہ کو مبانزا گونگو Mbanza Ngungu شہر کے دو ریڈیو چینلز، radio vuvu kieto، Radio Ntemo اور ایک Tv چینل RTK نے کوریج دی۔ ریڈیو کے ذریعہ سے تین دنوں میں 50 منٹ کا وقت جلسہ سالانہ کی documentary کو ملا اور اسی طرح Tv پر دو دنوں میں 40 منٹ کے air time سے جلسہ سالانہ کا تعارف شہر کی اکثر آبادی تک پہنچا۔ مزید براں دارلحکومت کنشاسا میں دو اخبارات le potentiel اور l'Avenir میں جلسہ سالانہ باکونگو کی رپورٹ شائع ہوئی۔

الحمد للہ، محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے نیک اثرات کے نتیجہ میں 5 افراد نے احمدیت قبول کی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس جلسہ سالانہ کے بہترین نتائج ظاہر ہوں اور جلد اسلام احمدیت کا نُور ان علاقوں میں پھیل جائے۔ آمین

قارئین سے جلسہ سالانہ کے انتظامات میں حصہ لینے والے منتظمین اور کارکنان کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر سے نوازے۔

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم شریف احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 23/اگست 2010ء میں مکرم لئیق احمد مشتاق صاحب نے اپنے سسر مکرم شریف احمد صاحب کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترم شریف احمد صاحب ابن مکرم میاں روشن دین صاحب آف منڈی بہاؤالدین 11 مئی 2010ء کو بعمر 66 سال وفات پاگئے۔ انتہائی شریف النفس، سادہ، بےضرر اور دعاگو انسان تھے۔ اور خدا کے فضل سے انتہائی مخلص اور فدائی احمدی تھے۔

آپ 11 ستمبر 1944ء کو مونگ رسول ضلع منڈی بہاؤالدین میں پیدا ہوئے۔ تعلیم مکمل کرنے کے بعد 1965ء میں پاکستان ائیرفورس اکیڈمی رسالپور میں بحیثیت سویلین ٹیکنیشن ملازم ہوئے۔ جماعت کے ایک فعال رکن تھے۔ قائد خدام الاحمدیہ، زعیم انصاراللہ اور قریباً اٹھارہ سال بطور سیکرٹری مال خدمت کی توفیق پائی۔ ریٹائرمنٹ کے بعد منڈی بہاؤالدین آگئے اور یہاں بھی زعیم انصاراللہ اور سیکرٹری مال جماعت کے طور پر تین سال خدمت کی۔

آپ چندے کا حساب ہمیشہ درست رکھتے۔ ایک دفعہ راستہ میں پانچ ہزار روپے کہیں گر گئے۔ اہلیہ نے افسوس کا اظہار کیا تو کہنے لگے وہ پیسے ضائع نہیں ہوں گے، یہ میری حلال کی کمائی ہے اور اس میں چندے کے پیسے بھی ہیں۔ چنانچہ گھر سے نکلے اور کچھ ہی دیر میں رقم لے کر واپس آگئے اور کہا کہ شارع عام پر گرنے کے باوجود خدا تعالیٰ نے ہمیں نقصان سے محفوظ رکھا ہے۔

آپ مرکزی مہمانوں کی ہرممکن خدمت کرتے۔ بچوں کی عمدہ تربیت کی۔ اپنے اکلوتے بیٹے محمود احمد خالد صاحب کو خدمت دین کے لئے وقف کیا جو اس وقت ضلع چکوال میں خدمت کر رہے ہیں۔ اپنی بڑی بیٹی کے لئے بھی واقف زندگی کا انتخاب کیا۔ خلافت کے فدائی تھے اور اطاعت کا جذبہ نمایاں تھا، گھر میں ایم ٹی اے کا انتظام کیا ہوا تھا اور خطبات باقاعدگی سے سنتے تھے۔

1984ء میں معہ اہلیہ وصیت کی توفیق پائی، حصہ آمد کی بروقت ادائیگی کے ساتھ ساتھ حصہ جائیداد پوری فکر اور لگن کے ساتھ اپنی زندگی میں ادا کیا۔ اپنے مرحوم والدین کی طرف سے بھی طوعی چندے باقاعدگی سے ادا کرتے رہے۔ 2005ء میں جلسہ سالانہ قادیان میں شمولیت کی سعادت پائی۔

ائیرکنڈیشن اور فریج کے ماہر کاریگر تھے۔ سینکڑوں افراد کو اس ہنر کی تربیت دی۔ 32 سال انتہائی محنت اور دیانتداری سے کام کرنے کے بعد بڑی نیک نامی کے ساتھ ملازمت سے ریٹائرڈ ہوئے۔

آپ پیدل چلنے کے بہت شوقین تھے اور صحت خداتعالیٰ کے فضل سے آخر تک اچھی رہی۔ مارچ 2010ء کے وسط میں بیمار ہوئے۔ بیماری کی سنگینی کا پتہ چلا۔ 3/اپریل کو سب سے چھوٹی بیٹی کی رخصتی کی تاریخ پہلے سے طے تھی۔ پورا خاندان پریشان تھا لیکن آپ مصر رہے کہ شادی کی تاریخ تبدیل نہیں کرنی۔ پھر انتہائی اصرار کرکے ڈاکٹر سے چھٹی لے کر 2/اپریل کو گھر پہنچے اور بیٹی کو دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔

انتہائی تکلیف دہ بیماری ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کو تکلیف کی شدّت سے محفوظ رکھا۔ وفات سے کچھ دن قبل تمام افراد خانہ کا فرداً فرداً شکریہ ادا کیا کہ آپ نے میرا خیال رکھا۔ پھر خدا کی رضا پر راضی رہنے کی تلقین کرتے رہے۔

وفات کے بعد منڈی بہاؤالدین میں نماز جنازہ ادا کی گئی تو کئی غیراز جماعت بھی نماز جنازہ میں شامل ہوئے۔ تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے بھی ازراہ شفقت نماز جنازہ غائب پڑھائی۔

محترم ملک رفیق احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 24/اگست 2010ء میں مکرم ملک ناصر احمد صاحب نے اپنے والد محترم ملک رفیق احمد صاحب کا مختصر ذکرخیر کیا ہے۔

محترم ملک رفیق احمد صاحب 1934ء میں قادیان کے نزدیکی قصبہ ''کلانور'' میں پیدا ہوئے۔ آپ سات بہن بھائیوں میں چوتھے نمبر پر تھے۔ آپ کے والد محترم ملک محمد طفیل صاحب (المعروف آرے والے) نے پہلی جنگ عظیم کے دوران عراق میں اپنے قیام کے دوران احمدیت قبول کی تھی۔ بعدازاں آپ لکڑی کے کاروبار سے منسلک ہوئے اور قادیان کو اپنا مستقل مسکن بنایا۔ تقسیم ہندوستان سے قبل ہی لاہور منتقل ہوگئے تھے۔ آپ کے اپنے اور سسرالی خاندان میں حضرت مولوی ظہور حسین صاحب آف بخارا کے علاوہ سبھی غیراز جماعت تھے۔

محترم ملک رفیق احمد صاحب نے اپنی ابتدائی تعلیم قادیان سے حاصل کی اور پھر کاروبار میں اپنے والد کا ہاتھ بٹانا شروع کردیا۔ شادی 1940ء میں ہوئی۔ خداتعالیٰ نے ایک بیٹے اور دو بیٹیوں سے نوازا۔ آپ کی وفات 17 جنوری 2010ء لاہور میں ہوئی۔

آپ بہت سادہ مزاج اور مہمان نواز تھے۔ صلہ رحمی کرتے اور ہرایک کی عزت نفس کا خیال رکھتے۔ بنیادی طور پر ایک دھیمے مزاج کے صلح جُو شخص تھے۔ 1974ء اور 1984ء کے پُرآشوب حالات میں مخالفین نے آپ کو بارہا کاروباری نقصان سے دوچار کیا۔ مگر خداتعالیٰ نے ثبات قدم عطا فرمایا۔ آپ نے قریباً 15 سال طویل بیماریوں کو بھی بڑی ہمت اور صبر سے برداشت کیا اور حال پوچھنے پر ہمیشہ الحمدللہ کہا۔

آپ نے زندگی سے بہت ناخوشگوار حادثات میں میری ڈھارس بندھائی۔ ایک بار دورانِ کاروبار مجھے بہت بھاری مالی نقصان ہوگیا۔ جب مَیں نے انتہائی غم اور پریشانی کی حالت میں اس کا ذکر آپ سے کیا تو آپ نے ہنس کر کہا کہ 'اس کا کوئی غم نہ کرو، پیسہ ہاتھ کی میل ہے، اللہ اور دیدے گا'۔ آپ کے اس انداز نے نہ صرف میری افسردگی کو کم کیا بلکہ اسباب کی فکرمندی کے متعلق میرا زاویۂ نگاہ بھی درست کیا۔

محترمہ محمودہ ضیاء صاحبہ

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 25/اگست 2010ء میں مکرم ضیاء الدین حمید ضیاء صاحب نے اپنی اہلیہ محترمہ محمودہ ضیاء صاحبہ کا ذکرخیر کیا ہے۔

محترمہ محمودہ ضیاء صاحبہ 7 مارچ 2006ء کی شام وفات پاگئیں۔ آپ حضرت حکیم چراغ الدین صاحبؓ کی پوتی، حضرت منشی عبدالحق صاحبؓ کاتب کی بیٹی اور مکرم ابوالمنیر نورالحق صاحب کی بہن تھیں۔

وفات کے روز مرحومہ نے وہ قمیص پہن کر نماز تہجد ادا کی جو حضرت امّ ناصر صاحبہؓ نے ایک خواب کی بِنا پر آپ کو عطا فرمائی تھی۔ پھر دیر تک ذکر الٰہی میں مصروف رہیں، نماز فجر ادا کرکے تلاوت قرآن کریم کرتی رہیں اور دن کے 10 بجے نماز اشراق کے نوافل ادا کئے۔ ظہر وعصر کی نمازیں پڑھنے کے بعد میرے ساتھ مارکیٹ گئیں۔ واپسی پر گھر کے قریب پہنچ کر کہا کہ میرا آخری وقت آگیا ہے اور پھر قبلہ رخ دوزانو زمین پر بیٹھ کر دَم دے دیا۔ وہ زندگی میں اسی دعا کے لئے کہا کرتی تھیں کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو کسی کا محتاج نہ کرے اور میں چلتی پھرتی اپنے مولا کے حضور حاضر ہوجاؤں۔

ناصر باغ جرمنی میں مرحومہ کی نماز جنازہ ادا کی گئی جس میں محلّہ کے کئی جرمن افراد بھی شامل ہوئے۔

آپ کی وفات کے چند دن بعد ایک خاتون نے خواب دیکھا کہ مرحومہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کے پاس بیٹھی ہوئی ہیں اور حضورؒ ان سے دریافت فرماتے ہیں کہ زبیر صاحب کب آئیں گے؟ (یعنی مکرم محمد شفیع زبیر صاحب سابق کارکن حفاظت خاص)۔ آپ نے جواب دیا کہ ڈیڑھ ماہ تک آجائیں گے۔ اتنے میں ایک لڑکی ہدیٰ آکر حضورؒ سے عرض کرتی ہے کہ حضور! ہم چار بہنیں ہیں بھائی کوئی نہیں۔ دعا کریں اللہ میاں ہمیں بھی بھائی عطا فرماوے اور اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کرتی ہے۔ اس خواب کے ڈیڑھ ماہ بعد زبیر صاحب اللہ تعالیٰ کو پیارے ہوگئے۔ پھر ایک سال کے اندر اللہ تعالیٰ نے ہدیٰ کو بھائی سے نواز دیا اور ہدیٰ کی منگنی بھی ہوگئی۔

آپ کو خلافت اور خاندان اقدسؑ کی خواتین سے بہت لگاؤ تھا۔ اپنے محلّہ دارالعلوم شرقی کی ایک لمبا عرصہ لجنہ کی صدر رہیں۔ جرمنی میں بھی اپنی مجلس کی صدر رہیں۔ آپ کی عادت تھی کہ روزانہ صبح نماز کے بعد صدقہ نکالتیں اور بچوں کو بھی اس کی نصیحت کرتیں۔ پھر یہ رقم قادیان اور ربوہ کے غرباء کو بھجوادیتیں۔

محلّہ کے بچے جب امتحان وغیرہ میں کامیابی کے لئے دعا کے لئے عرض کرتے تو آپ کہتیں کہ پہلے دکان سے ایک ڈبل روٹی خرید کر جھیل پر جاکر بطخوں کو ڈال کر آؤ تو مَیں تمہارے لئے دعا کروں گی۔ بچے جب کامیابی کے بعد مٹھائی لے کر آتے تو آپ ذراسی چکھ کر پھر بچوں میں ہی بانٹ دیتیں اور انہیں نصیحت کرتیں کہ اپنے لئے خود بھی دعا کیا کریں اور حضور کی خدمت میں بھی خط لکھا کریں۔

آپ کو تبلیغ کا بہت شوق تھا۔ اپنے غیراحمدی رشتہ داروں کو تبلیغ کرنے کی خاطر کئی بار تکلیف دہ سفر اختیار کیا۔ میرے ڈیوٹی پر جانے کے بعد آپ باقاعدہ تبلیغ کی خاطر اپنے ہمسایوں کے ہاں جایا کرتی تھیں۔ امراء اور غرباء سے یکساں ملتیں اور اخلاق اور انکساری سے پیش آتی تھیں اور ہردلعزیز بھی تھیں۔ لاہور میں جب ہم فوج کے کوارٹر میں رہتے تھے تو ہمسائے ایک مولوی صاحب تھے جنہوں نے اپنی بیگم کو ہمارے گھر آنے سے منع کر رکھا تھا۔ جب مرحومہ کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے خود ہی اُن کی طرف آنا جانا شروع کردیا اور پھر کچھ اس طرح سے احسانات کا معاملہ کیا کہ آخر لمبے عرصہ بعد مولوی صاحب جلسہ سالانہ ربوہ میں شامل ہوئے اور بیعت کرکے واپس گئے۔

میں نے پاکستان بنتے دیکھا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13/اگست 2010ء میں مکرم رانا محمد اسلم خان صاحب نے قیامِ پاکستان کے بعد ہندوستان میں ایک مہاجر کیمپ میں قیام کے دوران پیش آنے والی مشکلات اور پھر دہلی سے بذریعہ ٹرین لاہور تک کے تکلیف دہ سفر کی کہانی بیان کی ہے۔

آپ بیان کرتے ہیں کہ تریسٹھ سال کا عرصہ ہونے کو آیا ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے کل ہی کی بات ہو۔ جلتی آگ اور خاک وخون کے سمندر میں سے گزر کر ہم پاکستان پہنچے۔ اُن لمحات کا تصور آج بھی دل کو دہلا کر رکھ دیتا ہے۔ بلوے جو پاکستان کے قیام سے پہلے ہی شروع ہوچکے تھے، 14/اگست 1947ء کو پاکستان کے وجود میں آنے کے ساتھ ہی شدّت اختیار کرچکے تھے۔ کل تک جو ہندو اور سکھ مسلمانوں کے دکھ درد میں برابر کے شریک تھے یکا یک ان کی جان کے دشمن بن گئے تھے اور مسلمان بیچاروں پر یہ قیامت کی گھڑی تھی جنہوں نے بےسروسامانی کی حالت میں اپنے آبائی وطن کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہا اور گرتے پڑتے مجبوراً پاکستان کا رُخ کیا۔ بہت سے گھرانوں نے دہلی کا رخ کیا کیونکہ ابھی تک دہلی اس آگ سے قدرے محفوظ تھی۔ لیکن جلد ہی فسادات کی آگ وہاں بھی بھڑک اٹھی اور شہر میں کرفیو لگا کر گورکھا فوج متعین کردی گئی جو دن دیہاڑے بلوائیوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کی جان سے ہولی کھیل رہے تھے۔ اناج کی قلّت پیدا کردی گئی۔ مسلمانوں پر پانی تک بند کر دیا گیا۔ کنوؤں اور تالابوں میں زہر ملا دیا گیا۔ مسلمانوں کے کیمپوں میں بھی اُن کی جان، مال

لجنہ اماء اللہ ناروے کے رسالہ ''زینب'' اپریل تا جون 2010ء میں مسجد بیت النصر ناروے کی تکمیل کے حوالہ سے مکرمہ عفیفہ نجم صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

بہت سال گزرے دعا میں لگے
دعاؤں کا حاصل یہ تعمیر ہے
بلند شان والے یہ مینار و گنبد
انوکھا سا اِک رعب و توقیر ہے
حق کی ضیاء سے فضا ہے منور
پھیلی ہوئی اس کی تنویر ہے
اذان محبت ہے اٹھتی یہاں سے
عہدِ وفا کی یہ زنجیر ہے

اورعزت وآبرو قطعاً محفوظ نہ تھی۔ ان کیمپوں کے محافظ ہندو اور گورکھا سپاہی تھے۔ جب حالات مزید دگرگوں ہوگئے تو کیمپوں سے مسلمانوں کو لال قلعہ دہلی میں منتقل کردیا گیا۔ یہ اکتوبر نومبر کی بات ہے۔ بارشوں کا سلسلہ شروع ہوگیا تھا۔ اُدھر سردی اپنے جوبن پر تھی اور بیچارے مسلمان بے سروسامانی کی حالت میں کیمپوں میں مقید تھے۔ سردی سے بچنے کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ کیونکہ وہ صرف جان ہتھیلی پہ رکھ کے، تین کپڑوں میں اپنے گھروں سے نکلنے پر مجبور ہوئے تھے۔ چھوٹے چھوٹے بچے ماؤں کی گود میں دودھ اور خوراک کے لئے بلک رہے تھے لیکن ان کے پاس سوائے تسلی کے دو بول کے اور کچھ نہ تھا۔ ان کو خود بھوک کے ہاتھوں جان کے لالے پڑے ہوئے تھے۔ سارے کیمپ میں صرف ایک نل پانی کا تھا جس سے پانی حاصل کرنے کے لئے لمبی قطاریں لگی رہتیں۔

لال قلعہ میں کیمپ کی حفاظت کے لئے بلوچ رجمنٹ متعین تھی جو بڑی مستعدی سے حفاظت کے فرائض انجام دے رہی تھی۔ قائداعظم کی ہدایت پر ہندوستانی کیمپوں میں مقید مسلمانوں کے لئے خوراک کا بندوبست کیا گیا تھا جو ڈبل روٹیوں کی صورت میں ہوائی جہازوں سے گرائی جاتی تھیں اور جنہیں بعد میں کیمپ میں مقیم مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ اپنا اور اپنے بال بچوں کے پیٹ کا دوزخ بھرنے کے لئے لوگ درختوں کے پتے ابال کر کھاتے۔ جو ڈبل روٹی پاکستان سے ہوائی جہازوں کے ذریعے گرائی جاتی تھی وہ جلد ہی خراب بھی ہوجاتی تھی۔ لیکن بھوکے مسلمانوں کو باوجود اس کے پاکستانی رسد کا شدّت سے انتظار ہوتا۔ سب صبر و شکر کر کے کھاتے اور کبھی حرفِ شکایت زبان پر نہ آتا۔ شام ہوتے ہی ہر سُو گھپ اندھیرا چھا جاتا۔ ہر کوئی کھلے آسمان کے نیچے فرشِ زمین پر بستر بنا کر لیٹ رہتا۔ نیند کس کافر کو آتی تھی۔ بچوں کے رونے پر مائیں بیچاری بے چین ہو ہو جاتیں اور انہیں چپ کرانے کے جتن کرتیں۔ مکمل بلیک آؤٹ ہوتا تاکہ دشمن ہوائی حملہ نہ کرسکے۔ بلوچ رجمنٹ کے نڈر جوان رات بھر کیمپ کا پہرہ دیتے۔ ان کے پاس صرف رائفلیں تھیں لیکن حوصلے پہاڑ جیسے بلند۔

بیچارے مسلمانوں پر ایک ایک دن قیامت کا گزرتا۔ صوم وصلوٰۃ کی پابندی اور قرآن مجید کی تلاوت ہوتی۔ زبان پر درود جاری ہوتا اور جلد پاکستان پہنچنے کے لئے ہر نماز میں دعائیں مانگی جاتیں۔ بالآخر معلوم ہوا کہ سپیشل ریل گاڑیاں پاکستان کے لئے چلائی جارہی ہیں۔ بدانتظامی سے بچنے کے لئے مہاجرین کو مختلف قافلوں میں بانٹ دیا گیا۔ حضرت نظام الدین اولیاء ریلوے سٹیشن سے گاڑی میں سوار ہونا تھا۔

پہلی گاڑی کے لئے مہاجرین کو قلعہ سے فوجی ٹرکوں میں سوار کر کے جیالے سپاہیوں نے بحفاظت ریلوے سٹیشن پہنچایا۔ ریلوے کا نظام درہم برہم تھا۔ ریلوے کے ہندو اور سکھ ملازمین ہرگز یہ نہ چاہتے تھے کہ کوئی مسلمان زندہ بچ کر پاکستان چلا جائے۔ مختلف بہانوں سے گاڑیاں لیٹ کردیتے۔ کبھی ڈرائیور نہ ملتے اور اکثر ڈرائیور اور ریلوے گارڈز گاڑی لے کر پاکستان جانا نہ چاہتے تھے۔ پھر کئی جگہوں سے ریل کی پٹڑی ہی اکھاڑ دی گئی تھی تاکہ راستہ میں گاڑی روک کر لوٹ مار کرسکیں اور نہتے مسلمانوں کو تہ تیغ کریں اور ان کی عورتوں کو بےعزت کریں۔ گاڑیوں کا کوئی مقررشدہ ٹائم ٹیبل اور رُوٹ نہ تھا۔ گاڑیاں دہلی سے لاہور کئی دن میں پہنچتیں۔ چنانچہ دوسرے ہی روز کیمپ میں یہ خبر پہنچی کہ پہلی سپیشل ریلوے ٹرین امرتسر سے گزرتے ہی چند میل کے فاصلے پر لُوٹ لی گئی اور مسلمان مرد و عورت، بچے بوڑھے سب گاجر مولی کی طرح کاٹ کر رکھ دیئے گئے اور کوئی بھی فرد زندہ نہ بچ سکا۔ سارے کیمپ میں سراسیمگی پھیل گئی۔

دوسری سپیشل ٹرین میں جانے والوں کے دلوں میں اس خبر نے بے یقینی سی پیدا کردی تھی۔ لیکن بلوچ رجمنٹ کے جیالے سپاہیوں نے کہا کہ اس مرتبہ حفاظت کے لئے وہ گاڑی کے ساتھ جائیں گے اور گاڑی کو بحفاظت پاکستان پہنچا کر واپس لوٹیں گے۔ پہلی سپیشل ٹرین کے ہمراہ گورکھا فوج کا دستہ حفاظت کے لئے مامور کیا گیا تھا جو خود فسادیوں کے ساتھ شامل ہوکر قتل و غارت گری میں مشغول رہا اور لوٹ مار میں بھی حصہ دار بنا۔

کیمپ سے فوجی ٹرکوں میں باقی مسلمانوں کو ریلوے سٹیشن پہنچایا گیا۔ دوسری سپیشل ٹرین پلیٹ فارم پر لگ چکی تھی اور اس قافلہ کے مسلمان دھکم پیل کرتے سب سے پہلے گاڑی میں سوار ہونے کی کوششیں کرنے لگے۔ گاڑی کے ڈبے بہت کم تھے لیکن مسافروں کی تعداد لاتعداد تھی۔ بلا مبالغہ انسانوں پر انسان سوار تھے۔ اس وقت کسے اتنا ہوش تھا۔ وہ باپردہ بیبیاں جن کی ایک جھلک بھی کسی نامحرم نے کبھی نہ دیکھی تھی۔ اب خستہ حال، کھلے منہ اپنی جان کے خوف سے ہزاروں مردوں کے درمیان گاڑی میں سوار تھیں۔ ہر کوئی اپنی جان بچانے کی فکر میں تھا۔ حشر کا منظر تھا۔ گاڑی کی چھت پر بھی یہی منظر تھا۔ تل دھرنے کو جگہ نہ تھی۔ کئی لوگ راستہ میں گاڑی کی چھت پر سے پھسل کر گرنے کی وجہ سے اپنی جان گنوا بیٹھے تھے۔

گاڑی کے چھوٹتے ہی بلوچ رجمنٹ کے سپاہیوں نے پوزیشنیں سنبھال لیں۔ گاڑی آہستہ آہستہ چلتی رہی۔ راستہ میں کسی بھی ریلوے سٹیشن پر گاڑی نہ روکی گئی۔ کئی روز کی مسافت کے بعد نہ جانے کون کون سے راستوں سے چلتی چلاتی بالآخر سہارنپور گاڑی رُکی۔ گاڑی کے رکتے ہی ریلوے سٹیشن پر نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوئے اور اللہ اکبر کی صدا سے فضا گونج اٹھی۔ سہارنپور میں غالباً مسلمانوں کی اکثریت تھی اور ابھی تک انہیں کوئی گزند نہ پہنچا تھا اور سہارنپور کے جوشیلے مسلمان اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے پلاؤ، گوشت، روٹی اور دیگر کھانے کا سامان بڑی افراط میں تقسیم کررہے تھے اور ساتھ ساتھ تسلیاں اور بحفاظت پاکستان پہنچنے کی دعائیں بھی دیتے جاتے۔ گاڑی کے مسلمان مہاجرین نے کئی دنوں بعد سیر ہوکر کھانا کھایا تو اُن کی آنکھوں میں روشنی سی آ گئی۔ تقریباً پون گھنٹہ رُکنے کے بعد گاڑی پھر اپنے سفر کے لئے روانہ ہوئی۔ اور بالآخر کئی روز کی مسافت طے کرکے گاڑی امرتسر ریلوے سٹیشن کے قریب پہنچی تو گاڑی کی رفتار دھیمی ہوگئی۔ غالباً ریلوے لائن کی پٹڑی مرمت کی وجہ سے کمزور تھی۔ ریلوے سٹیشن پر سکھوں کا ایک بہت بڑا جتھہ کرپانوں، بھالوں اور کلہاڑیوں سے لیس سپیشل ٹرین کا انتظار کررہا تھا۔ امرتسر سکھوں کا گڑھ تھا جو ہندوؤں کے اشارے پر مسلمانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہے تھے۔ گاڑی کے پلیٹ فارم پر لگتے ہی سکھوں نے نعرہ مارا اور اپنی کرپانیں میانوں سے نکال لیں۔ ابھی وہ گاڑی پر حملہ کرنے کا سوچ ہی رہے تھے کہ گاڑی کے محافظ بلوچ رجمنٹ کے نڈر سپاہیوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور تمام گاڑی والوں نے اس کے جواب میں اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔ بلوچ رجمنٹ کے کمانڈر نے بآواز بلند سکھوں پر واضح کردیا کہ اگر کسی نے گاڑی کے قریب پھٹکنے کی کوشش کی تو اسے گولی ماردی جائے گی۔ بلوچ رجمنٹ کے سپاہیوں کو پوزیشنیں سنبھالتے دیکھ کر سکھوں کے حوصلے پست ہوگئے اور کسی کو آگے بڑھنے کی جرأت نہ ہوئی۔ اس دوران گاڑی میں سوار نہتے مسلمانوں کی حالت یہ تھی کہ جو کاٹو تو بدن میں لہو نہ تھا کیونکہ انہیں گاڑی میں سوار ہونے سے پہلے تلاشی لے کر نہتا کردیا گیا تھا۔ یہاں تک کہ چاقو تک ان کے پاس نہ رہنے دیا گیا تھا۔

مرد و زن درود شریف کا ورد کر رہے تھے۔ کچھ قرآن پاک کھولے تلاوت میں مصروف تھے۔ بچوں نے چیخ و پکار سے آسمان سر پر اٹھایا ہوا تھا۔ ہر کوئی ہراساں اور پریشان تھا۔ کسی کو معلوم نہ تھا کہ ابھی دو گھڑی میں کیا ہونے والا ہے۔ بالآخر خدائے بزرگ و برتر کو مسلمانوں کی حالت پر رحم آ گیا۔ رحمت خداوندی نے جوش مارا اور گاڑی آہستہ آہستہ رینگنا شروع ہوئی۔ دیکھتے ہی دیکھتے ڈرائیور نے رفتار تیز کردی۔ امرتسر سے چارج لینے والے گاڑی کے نئے گارڈ اور ڈرائیور مسلمان تھے۔ راستہ میں ریلوے لائن کی دونوں جانب مسلمانوں کی لاشوں کے انبار لگے پڑے تھے اور ان بے سروپا لاشوں کو دفنانے کی بھی مہلت کسی کو نہ ملی تھی۔ گدھوں کے جھنڈ ان پر منڈلا رہے تھے۔ بدبو کے بھبھوکے اٹھ رہے تھے۔ لیکن کون تھا جو آہنسا کے پرچاریوں کو ان کے کارنامے دکھلاتا۔ گاڑی میں موجود ہر آنکھ اشکبار تھی اور ہر دل حزن و ملال سے بھرا تھا۔ آخرکار گاڑی اٹاری ریلوے سٹیشن پر رُکی۔ جو ہندوستان کی سرحد کا آخری سٹیشن تھا۔ لوگ خدا کا شکر ادا کررہے تھے کہ جس نے انہیں اس مصیبت سے نکال لیا تھا۔ ہماری گاڑی کے بالکل سامنے دوسری ریلوے لائن پر ایک اَور سپیشل ٹرین کھڑی تھی جو پاکستان سے ہندوؤں اور سکھوں کو لے کر بھارت جارہی تھی۔ ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہ تھی کہ سامنے والی گاڑی میں ہندوؤں اور سکھوں نے اپنے گھر کا معمولی سے معمولی سامان بھی اپنے ساتھ اٹھا رکھا تھا اور ان کے چہروں پر کوئی حزن و ملال اور خوف و ہراس کا نام ونشان تک نہیں تھا۔ تھوڑی دیر بعد دونوں گاڑیاں اپنی اپنی منزل کی طرف روانہ ہوگئیں۔

پاکستان کی سرزمین سے صرف چند میل کے فاصلے پر دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوگئی تھیں کہ ابھی چند لمحوں میں ہماری وہ منزل مراد ہمارے سامنے ہوگی جس کے لئے مسلمانوں نے سردھڑ کی بازی لگادی تھی۔ دل خدائے بزرگ و برتر کے حضور سربسجود تھے کہ جس نے ان سارے مراحل میں مدد اور حفاظت فرمائی۔ لوگوں کے دل بلیوں اچھل رہے تھے اور وفور جذبات سے ان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ لیکن یہ خوشی کے جذبات تھے۔ خدا خدا کر کے 'لاہور' آیا۔ اپنی منزل کو سامنے پا کر بعض لوگ وفور جذبات میں دھاڑیں مار مار کے رو رہے تھے۔ غالباً وہ منزل پر پہنچ کر یہ حساب کررہے تھے کہ انہوں نے کیا کھویا اور کیا پایا!

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 13 اگست 2010ء میں محترم ثاقب زیروی صاحب کی ایک طویل نظم ''یاددہانی'' شامل ہے جس میں یوم آزادیٔ پاکستان کی شب ایک محفل رقص وسرود دیکھ کر آپ نے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب ملاحظہ فرمائیں:

مسرتوں کے ساتھیو
تمازتوں کے دوستو
ہجومِ درد چھٹ گیا
الم کا رنگ کٹ گیا
ہے کائنات نغمہ زن
ہَوا ہوئے غم و محن
یہ حسن و سحر دلبری
بہک چلی ہے زندگی
انہیں جو دیکھ پائے گا
نہ کیوں پیئے پلائے گا
ابھی تو عام ہے پیو
خرد غلام ہے پیو

وہ بے حساب عصمتیں
وہ بے مثال برکتیں
جو دن دہاڑے لٹ گئیں
تمہیں جو یاد تک نہیں
یہ ان کا خون ہے پیو
پیو پلاؤ اور جیئو

خدا نہ دے وہ بے ضمیر
کہ جن سے قوم ہو حقیر
فقط امیر بن امیر
سرور و رقص کے اسیر

یہ فاقہ مست و خستہ حال
نحیف برق کی مثال
اگر یہ آگ ابل پڑی
اگر یہ بھوک جاگ اٹھی
تو زلزلہ سا آئے گا
تو عرش کانپ جائے گا

تو پھر یہ جنگ زرگری
یہ مکر و فن کی رہبری
یہ اہتمام مے کشی
یہ تاجرانہ دوستی
یہ سب بنیں گی ساقیا
نہنگ وقت کی غذا

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21 ستمبر 2010ء میں مکرمہ ارشاد عرشی ملک صاحبہ کی ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

لغزش بہت بڑی ہے اگر رہ گئی نماز
پُرسش بہت کڑی ہے اگر رہ گئی نماز
آسان ہے حساب نمازیں اگر درست
سولی وہاں گڑی ہے اگر رہ گئی نماز
یہ لذّتیں یہ مال یہ جاہ و جلال سب
کچرے کی اک دھڑی ہے اگر رہ گئی نماز
چھوٹی خطا نہ جان تُو ترکِ نماز کو
سب سے یہی بڑی ہے اگر رہ گئی نماز

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
April 25, 2014 – May 1, 2014

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday April 25, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:55	Yassarnal Quran: A children's programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
01:20	Reception In New Zealand Parliament: Recorded on November 4, 2013.
02:10	Japanese Service
03:10	Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 22, 1997.
04:20	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham: A discussion programme about the teachings of Hazrat Isa (as).
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 91
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
06:55	Huzoor's Tour Of Far East: A programme documenting Huzoor's visit to Australia in 2013, including Huzoor's arrival in New Zealand.
07:35	Siraiki Service
08:20	Rah-e-Huda
10:00	Indonesian Service
11:00	Deeni-O-Fiqahi Masail: A discussion programme on issues related to Islamic jurisprudence.
11:30	Dars-e-Hadith
12:00	Live Friday Sermon
13:15	Seerat-un-Nabi
13:45	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
14:00	Yassarnal Quran
14:30	Shottor Shondhane
15:35	Islami Mahino Ka Ta'aruf: A series of programmes about the Islamic calendar.
15:55	Muslim Scientist
16:20	Friday Sermon [R]
17:35	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:35	Huzoor's Tour Of Far East [R]
19:20	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
20:25	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:00	Friday Sermon [R]
22:20	Rah-e-Huda

Saturday April 26, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:20	Huzoor's Tour Of Far East
02:10	Friday Sermon: Recorded on April 25, 2014.
03:20	Rah-e-Huda
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 92.
06:00	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
06:35	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana Germany Address: Recorded on June 3, 2012.
08:00	International Jama'at News
08:30	Story Time
08:35	Question And Answer session: Recorded on September 25, 1997.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Recorded on April 25, 2014.
12:15	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:30	Al-Tarteel
13:00	Live Intikhab-e-Sukhan: A poem request programme.
14:00	Bangla Shomprochar
15:05	Spotlight
16:00	Live Rah-e-Huda
17:35	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Germany Address [R]
19:30	Faith Matters
20:30	International Jama'at News
21:00	Rah-e-Huda
22:35	Story Time
22:55	Friday Sermon [R]

Sunday April 27, 2014

00:10	World News
00:30	Tilawat & Dars-e-Malfoozat
01:00	Al-Tarteel
01:25	Jalsa Salana Germany Address
02:30	Story Time
02:50	Friday Sermon: Recorded on April 25, 2014.
04:00	Spotlight
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 93.
06:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna: Recorded on October 12, 2013 in Melbourne, Australia.
08:00	Faith Matters
09:05	Question And Answer Session: Recorded on July 9, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:05	Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on April 26, 2013.
12:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Friday Sermon: Recorded on April 25, 2014.
14:05	Shotter Shondhane
15:10	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna [R]
16:15	Ashab-e-Ahmad
17:00	Kids Time: A children's program teaching various prayers, Hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna [R]
19:30	Beacon Of Truth: An interactive English talk show series exploring various matters relating to Islam.
20:35	Roots To Branches
21:00	The Blessed Decade Of Khilafat-e-Khaamsa
22:00	Friday Sermon [R]
23:05	Question And Answer Session [R]

Monday April 28, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:45	Yassarnal Quran
01:05	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna
02:00	Roots To Branches
02:30	Friday Sermon: Recorded on April 25, 2014.
03:45	Real Talk: A talk show series discussing social issues affecting today's youth.
04:50	Liqa Maal Arab: Session no. 94.
06:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
06:35	Al-Tarteel
07:00	Huzoor's Tour Of The Far East: A programme documenting Huzoor's visit to New Zealand in 2013, including Huzoor's arrival in Auckland.
07:45	Muslim Scientist
08:00	International Jama'at News
08:30	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00	Rencontre Avec Les Francophones: Recorded on March 16, 1998.
10:05	Friday Sermon: Indonesian Friday sermon delivered on February 7, 2014.
11:05	Jalsa Qadian 2013 Speeches
12:00	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
12:30	Al-Tarteel
13:00	Friday Sermon: Recorded on July 18, 2008.
14:00	Shotter Shondhane
15:05	Jalsa Qadian 2013 Speeches
15:40	Muslim Scientist
16:00	Rah-e-Huda
17:30	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Huzoor's Tour Of The Far East [R]
19:30	Real Talk
20:30	Rah-e-Huda
22:00	Friday Sermon [R]
23:05	Jalsa Qadian 2013 Speeches
23:40	Muslim Scientist

Tuesday April 29, 2014

00:00	World News
00:20	Tilawat & Dars Seerat-un-Nabi
00:50	Al-Tarteel
01:20	Huzoor's Tour Of The Far East
02:00	Kids Time: A children's program teaching various prayers, hadith, general Islamic knowledge and arts and crafts.
02:35	Friday Sermon: Recorded on July 18, 2008.
03:40	Medical Matters: A series of health programmes in Urdu.
04:20	Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 95.
06:00	Tilawat & Dars-e-Hadith
06:35	Yassarnal Quran
07:00	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna: Recorded on October 12, 2013 in Melbourne, Australia.
07:40	Noor-e-Mustafwi
08:00	Let's Find Out: A children's programme about Easter.
08:30	Australian Service
09:00	Question And Answer Session: Recorded on July 9, 1995.
10:00	Indonesian Service
11:00	Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on April 25, 2014.
12:05	Tilawat & Dars-e-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Real Talk
14:00	Bangla Shromprochar
15:00	Spanish Service
15:40	Annual Ijtema Waqfe Nau
16:30	Guftugu
17:00	Let's Find Out
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna [R]
19:30	Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on April 25, 2014.
20:30	Australian Service
21:00	From Democracy To Extremism
21:50	Let's Find Out
22:15	Guftugu
23:00	Question And Answer Session [R]

Wednesday April 30, 2014

00:00	World News
00:15	Tilawat & Dars-e-Hadith
00:50	Yassarnal Quran
01:30	Gulshan-e-Waqfe Nau Nasirat & Lajna
02:10	Annual Ijtema Waqfe Nau
03:00	Australian Service
03:30	Guftugu
04:15	Let's Find Out
04:55	Liqa Maal Arab : Session no. 96
06:00	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
06:30	Al-Tarteel: An English programme teaching the correct pronunciation of the Holy Quran.
07:00	Jalsa Salana Canada Address: Recorded on July 7, 2012
08:00	Real Talk
09:05	Question And Answer session: Recorded on September 25, 1997.
10:25	Indonesian Service
11:25	Swahili Service
12:25	Tilawat: Recitation of the Holy Quran.
12:40	Al-Tarteel
13:05	Friday Sermon: Recorded on July 18, 2008.
14:10	Bangla Shomprochar
15:15	Deeni-O-Fiqahi Masail
15:50	Kids Time
16:40	Faith Matters
17:35	Al-Tarteel
18:00	World News
18:20	Jalsa Salana Canada Address [R]
19:30	Real Talk
20:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
21:20	Kids Time
22:00	Friday Sermon [R]
23:05	Intikhab-e-Sukhan

Thursday May 1, 2014

00:10	World News
00:25	Tilawat & Dars
01:05	Al-Tarteel
01:30	Jalsa Salana Canada Address
02:35	Deeni-O-Fiqahi Masail
03:10	Moshaa'irah
04:00	Faith Matters
04:55	Liqa Maal Arab: Session no. 97
06:00	Tilawat & Dars-ul-Hadith
06:30	Yassarnal Quran
07:00	Huzoor's Reception In Nagoya: Recorded on November 9, 2013.
07:55	Beacon Of Truth
09:00	Tarjamatul Quran Class: Recorded on April 23, 1997.
10:15	Indonesian Service
11:15	Pushto Muzakarah
12:00	Tilawat & Dars-ul-Hadith
12:35	Yassarnal Quran
13:00	Beacon Of Truth
14:05	Friday Sermon: Bengali translation of Friday Sermon delivered on April 25, 2014.
15:10	Hazrat Masih Nasiri Ka Asal Pegham
15:40	Maseer-E-Shahindgan: A Persian programme
16:15	Tarjamatul Quran Class [R]
17:30	Yassarnal Quran
18:00	World News
18:25	Huzoor's Reception In Nagoya [R]
19:20	Faith Matters
20:30	Hijrat
21:05	Tarjamatul Quran Class [R]
22:20	Yassarnal Quran
22:50	Beacon Of Truth

Please note MTA2 will be showing French & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 21 | Friday 18 April , 2014 | Issue No. 16

جماعتِ احمدیہ کے برطانیہ میں قیام پر ایک سو سال مکمل ہونے کے پُرمسرّت موقع پر

احمدیہ مسلم جماعت برطانیہ کے زیرِ انتظام ’گلڈ ہال‘ لندن میں ’اکیسویں صدی میں خدا تعالیٰ کے تصوّر‘ کے موضوع پر

مذاہب عالم کانفرنس کا شاندار انعقاد

مختلف مذاہب کے رہنماؤں، سیاسی لیڈروں، حکومتی وسفارتی اہلکاروں، علمی اور ادبی حلقوں اور میڈیا سے تعلق رکھنے والوں

نیز مذہبی آزادی کے لئے کام کرنے والے اداروں سے تعلق رکھنے والے چنیدہ افراد کی شرکت

❁ ......مجھے خوشی ہے کہ حضرت مرزا مسرور احمد صاحب نے ایک ایسے معاشرہ کے قیام کیلئے جس کی بنیاد انصاف اور باہمی عزت واحترام پر ہو مختلف مذاہب کے لوگوں کو ایک جگہ اکٹھا کرنے کی دعوت دی ہے۔

❁ ......اس قسم کی تقریبات کو عالمی سطح پر مذہبی اور نظریاتی کمیونٹیز میں بھرپور پذیرائی ملنی چاہیے۔

❁ ......اس طرح مل جل کر بیٹھنا اور مختلف مذاہب کے ماننے والوں کا ایک دوسرے کی بات کو حوصلے سے سننا اور پھر سب کا یہ تسلیم کرنا کہ ہم سب امن کے خواہاں ہیں ایک زبردست کامیابی ہے۔

❁ ......میں اس جگہ سے زندگی کا نیا ایک مقصد لے کر جا رہا ہوں۔

❁ ......ہم سب خدا تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہم یہ نہیں مان سکتے کہ خدا تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ ہم مذہب کے نام پر ایک دوسرے سے اس طرح لڑتے چلے جائیں۔ اس لیے میں امن کے اس پیغام کی پرزور تائید کرتا ہوں

❁ ......خلیفہ کا پیغام امن اور ایک دوسرے کو سمجھنے کے متعلق ہے نیز یہ کہ دنیا کے تمام مذاہب کو ایک دوسرے سے ڈائیلاگ کرنا چاہیے کیونکہ ہم سب آدم کی نسل ہیں اور خدا تعالیٰ کی مخلوق ہیں۔

❁ ......میں نے دیکھا کہ حضور انور کے چہرے سے اپنائیت اور گرمجوشی چھلکتی ہے۔ ان کو دیکھ کر ان کی شخصیت میں ایک قوتِ جاذبہ نظر آتی ہے اور انسان ان کی طرف مائل ہونے لگتا ہے۔ ان میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں جو ایک سچے لیڈر میں ہونی چاہئیں۔ اگرچہ میری ملاقات حضور سے چند منٹ کے لئے ہوئی لیکن میں اس قدرتی کشش سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا جو ان کی شخصیت کا جزولازم ہے۔

❁ ......خلیفہ نے اپنے خطاب کے آخر میں ایک بہت ہی اہم پیغام دیا ہے کہ ہم سب کو مل کر امن کے قیام کے لئے کام کرنا چاہیے۔

❁ ......میرے خیال میں احمدیوں کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ ’باہمی محبت‘ کے قیام پر زور دیتے ہیں۔

❁ ......مَیں حضورِ انور کی شخصیت اور ان کے پیغام کو تہِ دل سے سراہتا ہوں۔ ہمیشہ کی طرح اس کانفرنس کی بہترین تقریر حضور انور کی تقریر ہی تھی۔ یقیناً مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے لوگوں کو اکٹھا کر دینا اور ان سے ان کے مذہب کی بات سننا ایک بہت ہی جرأت مندانہ اور قابلِ قدر اقدام ہے۔ یہ ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

❁ ......میں اس کانفرنس میں شامل ہوا اور یہاں پر جو پیغام مجھے ملا ہے اس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا ہے۔

❁ ......مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہ تقریب اس قدر روحانیت سے پُر ہوگی۔ میں نے بہت سارے مذاہب کے پیغامات سنے اور میں یقیناً گھر جا کر ان باتوں پر غور کروں گا۔

11 فروری 2014ء کو منعقد ہونے والی تاریخی کانفرنس میں حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی بابرکت شمولیت اور نہایت اہم خطاب

(رپورٹ: حافظ محمد ظفر اللہ۔ رشید احمد ظفرؔ)

(تیسری و آخری قسط)

اس کانفرنس میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے کُل 485/ افراد نے شمولیت کی جن میں 280/ افراد مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے معززین تھے۔ اس کانفرنس میں کل 26 ممالک کی نمائندگی ہوئی۔ شامل ہونے والے مہمانوں میں متعدد مذاہب سے تعلق رکھنے والے دوست جن میں یہودی، عیسائی، زرتشتی، دروزی و دیگر نیز متعدد ممالک کے ممبرانِ پارلیمنٹ، سفراء، ہائی کمشنرز، کونسلرز، سفارتی عملہ کے ممبران، صحافی ، ادیب اور اکیڈیمیا سے تعلق رکھنے والے افراد تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز کے معرکۃ الآراء خطاب نے مہمانوں پر گہرا اثر چھوڑا اور بہت سے مہمان اپنے تاثرات کا اظہار کئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہاں بعض مہمانوں کے تاثرات پیش کئے جاتے ہیں۔

شاملین کانفرنس کے تأثرات:

❁ (میگِل گارسیا) Miguel Garcia صاحب پیدروآباد سپین سے لندن کانفرنس میں شامل ہوئے تھے۔ یہ پیدروآباد میونسپلٹی کے موجودہ نائب میئر ہیں اس سے قبل 24 سال پیدروآباد کے میئر رہ چکے ہیں۔ جماعت کے ساتھ بہت اچھا اور خلوص کا تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے دور میں اس وقت چرچ کی مخالفت کے باوجود 1980ء میں مسجد بشارت بنانے کی اجازت دی تھی۔ مسجد بشارت کے افتتاح کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایک فریم کا تحفہ دیا جس میں کلمہ طیبہ تحریر تھا وہ انہوں نے اپنے دفتر میں اونچی جگہ نمایاں طور پر آویزاں کیا ہؤا تھا۔

انہوں نے اس کانفرنس کے بارے میں تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے کہا:۔

’مسلم جماعت احمدیہ کی طرف سے مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے وفود، ممبرز آف پارلیمنٹ، سیاسی شخصیات، تعلیم دان اور مختلف انسانی ہمدری سے تعلق رکھنے والے اداروں کے نمائندگان کو لندن میں جمع کیا گیا تا کہ وہ اتحاد اور امن کے قیام کیلئے ڈائیلاگ کی ضرورت پر غور کریں۔ یہ انتہائی مثبت قدم تھا۔ میں جماعت احمدیہ کو اس تقریب کے انعقاد پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور میری خواہش ہے کہ یہ جماعت اپنے مقاصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہوجائے۔

میرے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے کہ مجھے جماعت احمدیہ کے تیسرے خلیفہ کے ساتھ پیدروآباد میں مسجد بشارت کے سنگِ بنیاد کے موقع پر 1981ء میں ملنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اس کے بعد چوتھے خلیفہ کے ساتھ اسی مسجد کے افتتاح کے موقع پر 1982ء میں ملنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ اب اس کانفرنس کے ذریعہ مجھے جماعت احمدیہ کے پانچویں خلیفہ کے ساتھ ملنے کی بھی سعادت حاصل ہوگئی ہے۔

میں حضرت مرزا مسرور احمد صاحب کے الفاظ سے بہت محظوظ ہوا ہوں۔ انہوں نے جنگ و جدل سے آزاد ایک پُرامن معاشرے کے قیام کے حوالہ سے بات کی ہے

باقی صفحہ نمبر 11 پر ملاحظہ فرمائیں